ایک تاریخی مطالعہ

گستاخی رسول ﷺ اور ردِ عمل

ریسرچ پینل: علامہ نسیم احمد صدیقی نوری و دیگر محققین

زیر نظر مضمون میں آقائے کائنات، فخر موجودات جامع الکمالات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی حرمت و عزت اور ناموس مقدسہ کی جانب اٹھنے والی شیطانی آنکھوں اور انگلیوں کی مذمت کی گئی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ عالم اسلام متحد ہو کر دشمنان رسول کا مقابلہ کرے۔ گزشتہ کئی سالوں سے وقتاً فوقتاً اقوام مغرب، مسلمانوں کی محبت و غیرت کو ٹٹولنے کے لئے ناموس رسالت ﷺ پر حملہ کر رہی ہیں اور تہذیبوں کے تصادم کے لئے میدان کارزار سجانا چاہتی ہیں۔ دنیائے نصرانیت و یہودیت یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ (آج کے اس بے راہ روی کے زمانہ میں) ملت اسلامیہ کی صفوں میں کوئی صلاح الدین ایوبی ہے یا نہیں۔

یہ مسلمانوں کے جغرافیہ پر نہیں ایمان پر حملہ ہے:

جی ہاں مضحکہ خیز خاکوں کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ ایک وقت میں ستاون اسلامی ملکوں اور دنیا بھر میں آباد ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں پر ایسی یلغار کی جائے جو ایٹم بم اور میزائل برسانے سے بھی زیادہ خطرناک و دہشت ناک ہو۔ اگر بم برسائے جائیں گے تو کسی ایک مسلم خطے پر برسیں گے اور احتجاج بھی اسی ایک جغرافیہ میں ہو گا جنہیں تکلیف ہو گی، ماضی اس پر شاہد ہے کہ اگر فلسطین، لبنان، لیبیا، عراق، افغانستان، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا، کوسوو، فلپائن اور برما کے اراکانی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے تو مسلم دنیا میں اس طرح غم و غصہ کی لہر نہیں دوڑی جیسی اب

مسلم دنیا مشتعل ہے، احتجاج پہلے بھی ہوا، لیکن ایسا عالمگیر اور ہمہ گیر احتجاج، جواب ہوا پہلے کبھی نہیں ہوا، اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی نا کہ مغرب کے شیطانوں نے ایسی عالمگیر اور ہمہ گیر محبوبیت کی حامل مقدس ہستی کو نشانہ تضحیک (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بنایا ہے۔ جس پر عراقی مسلم کا بھی ایمان ہے اور مصری وحجازی مسلمان کا بھی ایمان ہے جس پر امریکی وبرطانوی مسلمان بھی جان دینے کو تیار ہے تو ہندوستانی اور پاکستانی مسلمان بھی ان ہی کے نام پر جیتا ہے آسٹریلیا سے لے کر مشرق بعید (انڈونیشیا، ملائیشیا، اور جاپان) تک اور شمالی افریقہ سے لے کر جنوبی افریقہ تک کے مسلمان اسی مقدس ہستی (محمد مصطفی ﷺ) کے وجود کی خوشبو سے مہک رہے ہیں۔ ڈنمارک کے اخبار ''ہالینڈز پوسٹین'' میں شائع ہونے والے مضحکہ خاکوں کی اشاعت کے عمل کو امریکی صدر کے مشیر بھی مسلمانوں کے عقائد پر حملے سے تعبیر کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد پر حملہ

امریکی مشیر کا بیان:

امریکہ کے صدر بش کی مشیر کیرن ہیوگز نے کہا ہے کہ توہین رسالت پر مبنی خاکے مسلمانوں کے عقائد پر حملہ کے مترادف ہیں تاہم پرتشدد احتجاج کا کوئی جواز نہیں ہے، گزشتہ روز یہاں (قطر، دوہا) میں امریکہ اسلامی فورم کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگرچہ کئی امریکی اخبارات میں ان متنازعہ خاکوں کو دوبارہ نہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انہیں اپنے مسلمان دوستوں کے عقائد پر انتہائی حملہ تصور کیا ہے لیکن پرتشدد احتجاج کا کوئی جواز نہیں، جس کے نتیجہ میں جمعہ کو لیبیا میں کم سے کم گیارہ افراد ہلاک ہوگئے۔ (۱)

مقاصد کیا ہیں؟

ممکن ہے کہ امریکی مشیر ''کیرن ہیوگز'' مسلمانوں کو اس طرح تسلی کے ''لولی پاپ''

دینا چاہتی ہوں، یا امریکی و یہودی پالیسی کے تحت مشرق کو مغرب سے متصادم کرانا چاہتی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلم امہ کو یورپی یونین سے متصادم کر کے امریکہ وہی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے جو مسلمانوں کو سوویت یونین سے لڑانے کے نتیجے میں حاصل ہوا تھا۔

قارئین محترم! عالم اسلام جس کیفیت میں ہے وہ اظہر من الشمس ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ توہین رسالت کے جرم عظیم کی حالیہ مہم کب اور کہاں شروع ہوئی؟ ڈاکٹر سید سجاد حسین صاحب نے احوال واقعی کے عنوان سے روزنامہ ''جنگ'' کراچی میں یہ جائزہ پیش کیا ہے۔

''جیلنڈ پونسٹان'' (Jylland Ponsten) ڈنمارک کا ایک محدود تعداد میں چھپنے والا مقامی اخبار ہے۔ جان ہینسن اس کے ایڈیٹر ہیں۔ اپنے اخبار کی معمولی شہرت کے لیے ایڈیٹر نے ۳۰ ستمبر کو نازیبا کارٹون چھاپے، جن کی تعداد ۱۲ تھی۔ اخبار ڈینش زبان میں چھپتا ہے اس لئے ڈنمارک میں رہائش پذیر بہت سے مسلمان اس کو نہیں پڑھتے۔ ۳۰ ستمبر کو جب یہ نازیبا کارٹون چھپے تو چند مسلمانوں نے انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے سے ایک میٹنگ میں مشورہ کیا۔ ڈنمارک میں مسلمانوں کی تعداد لگ بھگ ۲ لاکھ ہے۔ جن کا تعلق مختلف مسلم ممالک سے ہے۔ اکثریت کا تعلق مشرق وسطیٰ سے ہے۔ وہاں متحرک ایک مسلمان تنظیم نے فیصلہ کیا کہ ان نازیبا کارٹون کی اشاعت پر ایک پرامن احتجاج کرنا چاہیے اور اخبار کے ایڈیٹر کو احساس دلانا چاہیے کہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے لہٰذا وہ معافی مانگے۔ ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو کوپن ہیگن میں ایک انتہائی منظم اور پرامن ریلی منعقد کی گئی جس میں تقریباً چار ہزار افراد نے شرکت کی۔ ریلی میں اخبار کے مدیر سے معافی طلب کی گئی لیکن اس نے صاف انکار کر دیا کہ کوئی معافی نہیں مانگی جائے گی۔ یہ ہماری آزادی کا مسئلہ ہے، دل آزاری ہو تو ہوا کرے۔

ڈنمارک کے مسلمان کافی پریشان ہوئے پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ڈنمارک کے وزیراعظم جناب آندرے رسمان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے تاکہ ایسی

شرمناک حرکت کو آئندہ ہونے سے روکا جائے اور ایڈیٹر کو حکومت احساس دلائے کہ وہ اس نازیبا حرکت پر معافی مانگے۔ ڈنمارک میں مقیم مسلمانوں نے اس سلسلے میں اپنے اپنے ملکوں کے سفیروں سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ وہ ان کے جذبات ڈنمارک وزیراعظم تک پہنچا دیں تاکہ آئندہ کا تدارک بھی ہو جائے اور موجودہ حرکت کی تلافی بھی ہو۔

حیران کن حرکت:

اسلامی ممالک کے ۱۱ سفیروں نے مشترکہ درخواست بھیجی کہ وزیراعظم سے ملاقات ہو سکے اور ان کی توجہ اس خطرناک حرکت کی طرف دلائی جائے اور معاملے کو خوش اسلوبی اور مہذب طریقے سے حل کرالیا جائے۔ وزیراعظم نے مسلم سفیروں سے ملنے سے صاف انکار کر دیا۔ کمال ہے ایسا حساس معاملہ اور مودبانہ ملاقات کی گزارش۔ ڈنمارک کے وزیراعظم صاحب نے تمام سفارتی اخلاقیات کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے صاف انکار کر کے ڈنمارک کے رہائش پذیر مسلمانوں کی مزید دل آزاری کی اور ان کو ایک ایسے دوراہے پر کھڑا کر دیا کہ اب کس کے پاس جائیں جو ہماری بات سنیں۔ یہی وہ وقت تھا جب وزیراعظم ڈنمارک یا اس سے پہلے اخبار کے ایڈیٹر اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے دفن کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا مناسب نہیں سمجھا بلکہ ڈنمارک کے مسلمانوں کو حیرت زدہ اور اس کے ساتھ ساتھ برہم کر دیا۔

آگ بھڑک کر پھیلنی شروع ہوتی ہے

ڈنمارک کے مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ یہ مسئلہ اب دوسرے مسلمان بھائیوں کے علم میں لانا چاہیے تاکہ حضور ﷺ کی شان میں جو گستاخی کی گئی ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔ مسلم رہنما "ابولبن" نے کارٹونوں پر مشتمل ایک تفصیل بنا کر چار وفد مصر، لبنان، شام اور سعودی عرب روانہ کیے اب نومبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا بس پھر یہ آگ بھڑک کر پھیلنا شروع ہو گئی۔

۵۷ مسلم ممالک نے مکہ سے ایک مشترکہ بیان میں سخت الفاظ میں اس حرکت کی مذمت کی۔ امام کعبہ نے مکہ شریف سے اعلان کیا کہ جو حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک کی شان میں تضحیک کرے وہ قابل گرفت ہے اور سزا کا حقدار ہے۔ سعودی حکومت نے ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیئے اور اپنا سفیر واپس طلب کر لیا۔ مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک نے ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع کر دیا۔

جلتی پر تیل چھڑکنا:

مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور ہتک آمیز رویہ رکھتے ہوئے فرانس، اسپین، ناروے اور جرمنی کے اخبارات نے ڈنمارک کی حمایت میں دوبارہ کارٹونوں کی اشاعت کی اور کہا کہ یہ سب کچھ پریس کی آزادی کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ کون سی آزادی ہے کہ آپ کسی کو اذیت پہنچانے کا حق مانگتے ہیں۔ یہ آزادی نہیں بلکہ معاشرتی اور مذہبی خلیج کو بڑھانے اور نفرت کے پرچار کا اظہار تھا تاکہ مسلمان جو پہلے ہی زخمی ہیں ان کی مزید تذلیل کی جائے۔

بہت دیر کی مہرباں آتے آتے:

۳ ماہ بعد وزیر اعظم ڈنمارک کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے ڈنمارک میں مقیم تمام سفیروں کو طلب کر کے اپنا نقطہ نظر بیان کیا لیکن مسلم سفیروں نے کہا کہ معاملہ اب حکومتی ذرائع سے دور نکل گیا ہے اور عوام میں جا چکا ہے۔

اگر واقعات کی یہ ترتیب دیکھ لی جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنا ردعمل انتہائی شائستہ اور مہذب انداز میں اور سفارتی اخلاقیات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا اور مسئلہ کا منصفانہ اور باعزت حل چاہا لیکن ان کو دھتکار دیا گیا اور ان کے جذبات جان بوجھ کر بھڑکائے گئے اور اب بھی مختلف بیانات کے ذریعے ایسا کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک فطری ردعمل تھا اور ہے۔ ایسی مذموم حرکت سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پھر بھی یورپی پارلیمنٹ اور یورپی کمیشن اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ نیز آزادیٔ اظہار کی بات کرتے ہیں حالانکہ جرمنی

میں ہٹلر سے ملتا جلتا اشتہار چھاپنے پر جس سے اس کی تعریف جھلکتی ہو، سات سال قید ہے۔ ہاں ہٹلر سے ملی جلتی تصویر چھاپنا تو قانوناً جرم ہے لیکن مسلمانوں کی دل آزاری آزادیٔ صحافت ہے۔ یہ ہیں مہذب، تعلیم یافتہ، یورپ کی اقدار۔ (۲)

صدر پاکستان کے دورہ ناروے کا افسوس ناک پہلو:

جنوری ۲۰۰۶ء کے اوائل میں ناروے، فرانس، اسپین، اور جرمنی کے اخبارات نے ڈنمارک کی حمایت میں دوبارہ کارٹونوں کو شائع کیا۔ گویا ملت اسلامیہ کو چیلنج دے دیا کہ کیا کر سکتے ہو؟

۲۳ جنوری ۲۰۰۶ء صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف ناروے کے تین روزہ دورہ پر اوسلو پہنچے۔ ۲۶ جنوری تک صدر جنرل پرویز مشرف نے ناروے کے وزیر اعظم "جینز اسٹالن برگ" (کہ جنہوں نے ۵ تا ۷ دسمبر ۲۰۰۵ء میں پاکستان کا دورہ کیا تھا) سے کئی ملاقاتیں کیں، بادشاہ ہیرالڈ پنجم سے ملاقات کی۔ ناروے کی ٹیلی کام کمپنی "ٹیلی نار" کی راؤنڈ ٹیبل میٹنگ میں کاروباری کمپنیوں سے ملاقات، ناروے کی پارلیمنٹ کے صدر "تھور بجورن جاگلینڈ" سے ملاقات کے علاوہ ناروے میں مقیم تیس ہزار پاکستانیوں کے نمائندگان سے بھی ملاقات کی۔ دونوں ملکوں کے درمیان تعلیم اور تخفیف غربت کے شعبوں میں تعاون کے لئے سمجھوتے طے پائے۔ (۳) لیکن ناروے کے اخبارات میں شائع ہونے والے مضحکہ خاکوں پر کوئی احتجاج نہیں کیا گیا۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

لیکن ملت اسلامیہ نے عالمی سطح پر احتجاج کر کے یہ ثابت کر دیا کہ:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے — نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

(علامہ اقبال)

ملت اسلامیہ کے احتجاج کا جائزہ:

۳۰ جنوری کوپن ہیگن (جنگ نیوز) ڈنمارک کے ایک اخبار میں توہین آمیز

کارٹون کی اشاعت کے بعد مسلم دنیا میں شدید احتجاج جاری ہے۔ ادھر یورپی یونین کے نمائندے نے سعودی عہدیدار سے ملاقات میں دھمکی دی ہے کہ اگر ڈنمارک کا اقتصادی بائیکاٹ ہوا تو اسے یورپی یونین کا بائیکاٹ تصور کرتے ہوئے ڈبلیو ٹی او (W.T.O) سے رجوع کیا جائے گا۔ مختلف اسلامی ممالک میں توہین رسالت پر مبنی کارٹون کی اشاعت کے بعد زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں۔ غزہ میں یورپی یونین کے دفتر کی عمارت پر مظاہرین نے قبضہ کرلیا۔ کویت میں ڈنمارک کے سفارت خانے کے سامنے مظاہرین نے ڈینش مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔ بحرین، شام اور کویت میں ڈینش سفیر کو باضابطہ طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرایا گیا۔ سعودی عرب اور لیبیا نے کوپن ہیگن میں سفارت خانہ بند کرنے اور اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا۔ ڈینش ڈیری مصنوعات بنانے والی کمپنی ''ارلا'' کے مشرق وسطیٰ میں تمام ڈیلروں نے اپنے آرڈر منسوخ کر دیئے ہیں۔ (۴)

یکم فروری تا ۳ فروری:

فلسطین میں انتہا پسند اسلامی تنظیم نے ڈنمارک ناروے اور فرانس کے شہریوں کو نشانہ بنانے کے اعلان کے بعد فرانسیسی اخبار کے مدیر ''جیکو لیس لیفرانک'' کو خاکوں کی اشاعت پر معطل کر دیا گیا ہے۔ ناروے کی حکومت نے خاکوں کی دوبارہ اشاعت کے بعد معافی مانگ لی ہے۔

پاکستان سمیت سعودی عرب، شام، فلسطین، ترکی، عراق، انڈونیشیا، مالدیپ، تنزانیہ، سوڈان، ایران، اردن، بنگلہ دیش، لبنان، صومالیہ اور کینیا میں بروز جمعتہ المبارک ۳ فروری کو بعد نماز جمعہ بڑے بڑے احتجاجی مظاہرے ہوئے مظاہرین نے ڈنمارک کے وزیراعظم سے معافی مانگنے اور خاکوں کے بنانے والے بارہ ملعون کارٹونسٹوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ انڈونیشیا میں مظاہرین نے ڈنمارک کے سفارت خانہ پر حملہ کیا۔ امریکہ اور برطانیہ نے بھی خاکوں کو ناقابل قبول قرار دیا۔ مظاہرین نے ڈینش پرچم اور مصنوعات کو نذر آتش کیا۔ ڈنمارک، فرانس، ہالینڈ، ناروے، اسپین اور اٹلی کے خلاف

نعرے بھی لگائے گئے۔ فرانسیسی پرچم بھی نذر آتش کیا گیا۔

اردن کے ایک اخبار "اشیہان" ایڈیٹر کو بھی اس لیے برطرف کر دیا گیا کہ اس نے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے مضحکہ خاکے شائع کئے تھے۔

۳ فروری ۲۰۰۶ء کو مزید چند یورپی ممالک بلغاریہ، سوئٹزرلینڈ، فرانس، آسٹریا، ہنگری، جمہوریہ چیک اور آئرلینڈ کے اخبارات نے بھی مضحکہ خاکوں کو شائع کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مزید برانگیختہ کرنے کے لیے چیلنج دے دیا ہے۔

ڈنمارک کے وزیر اعظم "اینڈریس فوگ راسموسن" نے گیارہ اسلامی ممالک کے سفراء سمیت ۷۶ ملکوں کے سفیروں سے ملاقات کر کے کہا کہ ڈینش حکومت کبھی ایک آزاد اور خود مختار اخبار کی طرف سے معافی نہیں مانگ سکتی۔ (۵)

۴ فروری:

دمشق میں ڈنمارک اور ناروے کے سفارت خانے جلا دیئے گئے۔

پاکستان نے ڈنمارک، جرمنی، اٹلی، اسپین، فرانس، سوئٹزرلینڈ، ہنگری، ناروے اور جمہوریہ چیک کے سفیروں کو دفتر خارجہ طلب کر کے خاکے چھاپنے والے اخبارات کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا۔

ویٹی کن سٹی کے عیسائی کیتھولک ادارے نے کہا ہے کہ آزادی اظہار رائے کا حق مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا حق نہیں دیتا۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا کہ باہمی احترام کے اصولوں کو قائم رکھا جائے۔

سعودی عرب میں مریضوں نے ڈنمارک کی دواؤں کا استعمال ترک کر دیا۔

(روزنامہ المدینہ)

۴۰۰ سے زائد سعودی سپر مارکیٹوں نے ڈینش مصنوعات پر پابندی لگا دی۔

اقتصادی بائیکاٹ کے نتیجہ میں ڈینش ڈیری کمپنی کو دو ارب بیس کروڑ ریال کا خسارہ ہو گا۔

۵ فروری ۲۰۰۶ء:

بیروت میں ڈنمارک کا سفارت خانہ جلا دیا گیا۔ نابلوس میں فرانسیسی کلچرل سینٹر پر مظاہرین کا قبضہ۔ نیوزی لینڈ میں ہزاروں مسلمانوں کا پر امن احتجاج۔

ملتان میں سینکڑوں تاجروں کا احتجاج، ڈینش پرچم نذر آتش، مصر میں مظاہرین نے ڈنمارک اور ناروے سے سفارتی تعلق ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔

القاعدہ نے ایک انٹرنیٹ پیغام کے ذریعے خاکے چھاپنے والے ممالک میں حملوں کی دھمکی دی ہے۔

۶ فروری ۲۰۰۶ء:

انڈونیشیا اور ایران میں مغربی سفارت خانوں اور قونصل خانوں پر حملہ۔

افغانستان اور صومالیہ میں پر تشدد مظاہروں میں ۶ افراد ہلاک، متعدد زخمی۔

تھائی لینڈ میں پر امن احتجاج۔

توہین آمیز خاکے ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کا احتجاجی موقف:

اسلام آباد میں صحافیوں کا احتجاج، گستاخ ممالک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا مطالبہ۔ سنی تحریک کے دفتر مرکز اہلسنت کراچی کے باہر احتجاجی مظاہرہ میں سینکڑوں افراد شریک ہوئے۔ اقوام متحدہ (U.N.O) کے دفتر نیویارک کے سامنے سینکڑوں افراد کا پر امن احتجاج و ریلی۔ لاہور میں ہزاروں افراد کا احتجاج۔

۷ فروری ۲۰۰۶ء:

پشاور میں متحدہ مجلس عمل کا احتجاجی مظاہرہ۔

بھارت، مصر، بنگلہ دیش، ترکی، اردن، نائیجیریا سمیت دنیا کے پانچ براعظموں تک احتجاجی مظاہروں کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

تہران میں آسٹریا اور ڈنمارک کے سفارت خانوں پر پتھراؤ اور حملہ۔

نائیجیریا نے ناروے سے بسیں خریدنے کا ۲۷ ملین ڈالر کا معاہدہ منسوخ کر دیا۔

کراچی کی تمام بڑی اور اہم مارکیٹیں احتجاجاً بند رہیں۔

علماء خاکے بنانے والوں کے قتل کا فتویٰ جاری کریں تاجر رہنما کا مطالبہ۔

ممبر قومی اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم کی پیش کردہ قرارداد مذمت اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور۔

پنجاب بار کونسل کی اپیل پر صوبے بھر میں وکلاء کی ہڑتال اور عدالتوں کا بائیکاٹ۔ حیدر آباد میں ڈینش پرچم نذر آتش۔

۸ فروری ۲۰۰۶ء:

ڈھاکہ بنگلہ دیش میں کئی ہزار افراد کا احتجاج۔

افغانستان میں دوران احتجاج مزید چار افراد شہید۔

امریکی اخبارات میں بھی خاکوں کی اشاعت ہوگئی۔ جس کے خلاف انڈونیشیا، عراق اور مقبوضہ کشمیر میں زبردست احتجاج۔

فرانسیسی ہفت روزہ میں خاکوں کی اشاعت رکوانے کی مسلمان تنظیموں کی عدالتی اپیل مسترد۔

یمن کے ایک اخبار نے بھی خاکے شائع کئے۔ اخبار بند ہوگیا۔ ترکی نے ڈینش اور نارویجن مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا۔ احتجاج پرامن طریقے سے کیا جائے۔

شاہ اردن نے کہا کہ میڈیا اپنے خیالات کے اظہار کے لیے ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرے، معصوم سفارت کاروں کو تحفظ فراہم کیا جائے امریکی صدر کا مؤقف۔

درہ آدم خیل سرحد میں تین ہزار قبائلیوں کا مظاہرہ، امریکی صدر کا پتلا جلایا گیا۔

اسلامی کانفرنس تنظیم کا نیویارک میں ہنگامی اجلاس اور توہین آمیز کارٹونوں کے خلاف متفقہ قرارداد۔

مسلمانوں کی دل آزاری پر جاپان کا اظہار افسوس۔

۹ فروری ۲۰۰۶ء:

بیلجیئم کی مسلم خواتین کا پر امن احتجاج۔

کارٹونسٹ کو قتل کرنے پر سو کلو سونا بطور انعام دیا جائے گا۔

۱۰ فروری ۲۰۰۶ء:

نئی دہلی میں ہزاروں افراد کا احتجاجی مظاہرہ۔

۱۱ فروری ۲۰۰۶ء:

تہران میں فرانسیسی سفارت خانہ پر حملہ۔ لندن، برلن، پیرس، برسلز، منیلا، قاہرہ، رباط، ڈھاکا، اور کراکس میں پر امن مظاہرے۔

کینیا میں مظاہرین پر پولیس فائرنگ۔

ریاض میں ڈینش کمپنی ''ارلا'' کا پلانٹ بند۔

دس لاکھ ستر ہزار ڈالر یومیہ کا نقصان۔

فرانسیسی پنیر کا بائیکاٹ۔

خاکے بنانیوالوں کی معذرت قبول نہ کی جائے۔ حرمین طیبین کے علماء کا مطالبہ۔

کراچی سطح پر اہلسنت وجماعت کی تنظیموں نے مضحکہ خاکوں کے خلاف احتجاج کے لیے لائحہ عمل کا اعلان کر دیا۔

نظام مصطفی پارٹی نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔

مرکزی جمعیت علماء پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ۔

۱۲ فروری ۲۰۰۶ء:

سعودی عرب میں ناروے کے سفیر نے معافی مانگ لی۔
بھارتی حکومت نے خاکوں کی مذمت کی ہے۔
ڈنمارک نے افغانستان سے ایساف کے دس ارکان کو واپس بلالیا۔
کینیڈا اور اسپین میں ہزاروں افراد کا پر امن احتجاج۔
فلسطین اور انڈونیشیا میں مزید مظاہرے۔

۱۳ فروری ۲۰۰۶:

توہین آمیز کارٹونوں کے خلاف تمام مسلمان متحد ہیں سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔صدر پرویز مشرف۔
پشاور میں ہزاروں طلبہ کی احتجاجی ریلی۔ ڈنمارک اور ناروے کے پرچم جلائے گئے۔راولپنڈی میں تحفظ ناموس رسالت ریلی۔

۱۴ فروری ۲۰۰۶ء:

لاہور میں پر تشدد مظاہرے، فائرنگ، دکانیں نذر آتش، گاڑیاں نذر آتش، صوبائی اسمبلی کو نقصان پہنچا۔دو مظاہرین ہلاک، پولیس اہلکار سمیت متعدد زخمی۔حکومت اور اپوزیشن کے ارکان پارلیمنٹ کا اسلام آباد میں سفارتی علاقے تک احتجاجی مارچ۔

۱۵ فروری ۲۰۰۶ء:

پشاور کے احتجاجی مظاہرے میں ہنگامہ آرائی کے نتیجے میں تین افراد ہلاک۔
یورپی یونین نے ڈنمارک سے اظہار یکجہتی کیا اور خاکوں کے خلاف مسلم امہ کے مظاہروں کی مذمت کی ہے۔
توہین رسالت کے واقعات روکنے کے لئے اسلامی کانفرنس نے پاکستان کی

تجاویز منظور کرلیں۔ وزیر اعظم شوکت عزیز۔

۱۶ فروری ۲۰۰۶ء:

کراچی میں اہلسنت و جماعت کی تنظیمات کی انتہائی شاندار اور پرامن ریلی۔ ایک لاکھ سے زائد افراد کی شرکت، تاجروں نے اظہار یکجہتی کے طور پر رضا کارانہ کاروبار بند کردیا۔ اتنی کثیر تعداد کے اجتماع میں ایک ماچس کی تیلی بھی نہیں جلائی گئی۔ شرکاء ریلی سے علماء و اہلسنت کا ولولہ انگیز، سنجیدہ اور فکری خطاب، او آئی سی کا اجلاس گنبد خضراء کے سامنے منعقد کرنے کا مطالبہ۔

۱۷ فروری ۲۰۰۶ء:

ایران میں ڈنمارک کے سفارت خانے کے سامنے مظاہرہ اور صلیب نذر آتش۔

۱۸ فروری ۲۰۰۶ء:

کراچی میں مکمل ہڑتال، اندرون سندھ ریلیاں اور احتجاجی مظاہرے۔

لندن میں دس ہزار افراد کا ٹریفل گار اسکوائر سے ہائیڈ پارک تک مارچ۔

یورپی ممالک توہین آمیز خاکے شائع کرنے والوں کو سزا دیں۔ بل کلنٹن۔

لاس اینجلس میں پرامن احتجاجی ریلی۔

نیویارک میں احتجاج۔

اسلامی کانفرنس تنظیم نے ترکی، آذربائیجان، انڈونیشیا، سینگال اور پاکستانی سفیروں پر مشتمل کمیٹی کا قیام اور مضحکہ خاکوں کا معاملہ جنرل اسمبلی میں اٹھانے کا عزم۔

اسلام آباد میں ڈنمارک کا سفارت خانہ بند۔ پاکستان نے کوپن ہیگن سے اپنا سفیر واپس بلالیا۔

۲۱فروری ۲۰۰۶ء:

خاکوں کی اشاعت میں حکومتی کردار کی تحقیق کرائی جائے ڈنمارک کی اپوزیشن کا مطالبہ۔ڈنمارک کے بارہ ملعون کارٹونسٹوں کو ملنے والی دھمکیوں پر ان کے تحفظ کے لیے اقدامات۔

۲۲فروری ۲۰۰۶ء:

نائیجریا میں احتجاجی مظاہرہ میں تشدد کا استعمال،جس کے نتیجے میں عیسائیوں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔

۲۳فروری ۲۰۰۶ء:

خاکوں پر مسلمان دانشوروں کی کانفرنس بلائیں گے،ہوسکتا ہے کہ اقوام متحدہ کو تنازع طے کرنا پڑے۔حکومت ڈنمارک۔

برازیل میں کلیساؤں کی عالمی کونسل کے اجلاس میں خاکوں کی اشاعت پر اظہار مذمت۔کراچی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا احتجاجی مظاہرہ۔

مسلم کش فسادات میں نائیجریا کے شہر اونیشیا میں مسلمان شہداء کی تعداد ۱۳۸ ہوگئی۔عیسائی نوجوانوں نے مسلمانوں کی لاشوں کو جلانا شروع کر دیا ہے۔

۲۵فروری ۲۰۰۶ء:

توہین آمیز خاکوں کا معاملہ اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے گا۔صدر بش سے بھی بات کروں گا۔پرویز مشرف۔

نائیجریا میں مسلم کش فسادات کے بعد لاشیں گلیوں میں پڑی ہیں۔ہزاروں مسلمانوں نے فوجی بیرکوں میں پناہ لے رکھی ہے جبکہ ہزاروں مسلمان اونیشیا شہر چھوڑ کر مسلم اکثریتی شہروں کی طرف چلے گئے ہیں۔

۲۶ فروری ۲۰۰۶ء:

متحدہ مجلس عمل کا لاہور میں احتجاج۔

کراچی میں احتجاجی ریلی۔

تحفظ ناموس رسالت کے نام سے مختلف تنظیموں کی شرکت۔(۶)

ناموس و حرمت رسول اور تاریخ:

توہین رسالت کے مکروہ اور قبیح ترین جرم کی ایک اپنی تاریخ ہے جس کے سیاہ ابواب کا پہلا باب شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ تعظیمی کے حکم خداوندی کے موقع پر حکم عدولی سے رقم کیا۔ بلا تمہید و تمثیل راقم عرض کرتا ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح جسم آدم میں داخل ہوئی لیکن فوراً باہر آ گئی اور عدم استقرار کی وجہ ظلمت و تاریکی بیان کی کہ مجھے اندھیرے سے وحشت ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عزوجل نے روح پر یہ کرم فرمایا کہ اپنے پیارے محبوب مصطفی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے ہی سے تخلیق کردہ (یعنی عالم پست و بالا سے قبل) نور مقدس کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی مبارکہ میں رکھا۔ نتیجے میں پیکر آدم داخلی و خارجی دونوں اعتبار سے روشن و منور ہو گیا۔ حکم ربی سے روح اندر داخل ہوئی اور قلب آدم کو اپنا مستقر بنایا۔ رب ذوالجلال نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مقدس کو حقیقتاً اور حضرت آدم علیہ السلام کو مجازاً تعظیماً سجدہ کرانے کے لیے ملائکہ اور جنات کو حکم دیا(۷) سب ہی نے تعمیل کی۔ لیکن عزازیل جسے اپنی ذات پر ناز تھا اس نے تکبر اور عناد کے باعث سجدہ نہیں کیا۔ بارگاہ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلی اہانت کی فرد جرم اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر عائد کی اور مرحلہ اول میں اس پر سجی ہوئی دستار فضلیت کی جگہ طوق لعنت ڈال کر سزا بھی سنا دی۔ مرحلہ دوم میں اس کی انتہائی خوفناک سزا روز محشر سنائی جائے گی (۸) ازاں بعد مختلف ادوار گزرتے گزرتے توہین رسالت کے متعدد مقدمات سامنے آئے، توہین کرنے والے مجرموں کو یہ دھرتی زیادہ عرصہ اپنی چھاتی پر شاد رہنے کا موقع نہیں دیتی۔ جو اپنے قلم

وزبان کو آزادانہ استعمال کر کے محبوب خدا اور ان کے غلاموں کی اذیت کا باعث بنتے ہیں پھر ان کی آزادی سلب ہو جاتی ہے وہ پھر آزادانہ گھومتے پھرتے نہیں۔

ابولہب اور اس کے بیٹے کا جرم:

اللہ تعالیٰ کے حکم سے تبلیغ رسالت کا حق ادا کرنے کے لیے جب فاران کی چوٹیوں سے توحید کا نعرہ بلند فرمایا گیا، تو سننے والوں میں ماننے والے اور انکار کرنے والے سب تھے لیکن توہین کا جرم ابولہب نے کیا (۹) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فوراً گرفت فرمائی اور اس کی مذمت میں قرآن مجید میں ایک سورت نازل فرمادی۔ ابولہب اور اس کی بیوی دونوں اہانت کے مجرم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو سخت ترین سزادی، نہایت بے بسی اور عبرت ناک موت کے شکار ہوئے۔ (۱۰)

ابولہب کے ایک بیٹے عتبہ نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دینے کی خاطر آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت فرمانے سے قبل عتبہ کے نکاح میں تھیں) کو طلاق دے دی۔ نبی کریم ﷺ کو بڑی اذیت ہوئی اور آپ نے فرمایا "اے اللہ! تو اپنے شیروں میں سے ایک شیر عتبہ پر مسلط فرمادے۔" خود عتبہ بھی اس دعا کے کلمات سے پریشان ہو گیا اسے بھی اندازہ تھا کہ اس زبان اقدس سے جو نکلتا ہے پورا ہو جاتا ہے۔

وہ زباں جسے سب کن کی کنجی کہیں   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

بس فیصلہ نافذ ہو گیا، ایک تجارتی قافلہ میں رات کے وقت قافلہ کے پڑاؤ کے موقع پر ایک اونچے مچان پر عتبہ کو آرام کرنے کا موقع دیا گیا۔ نصف شب گزرنے کے بعد صحرا میں جہاں شیر نہیں ہوتے اچانک ایک شیر آیا شرکاء قافلہ سو رہے تھے ایک ایک کو سونگھتا گیا اور پھر اونچے مچان پر چڑھ گیا۔ عتبہ کو سونگھا اور پھر اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ رسول میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور گستاخ کے گوشت کو شیر جیسا درندہ بھی کھانا پسند نہیں کرتا۔ (۱۱)

منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اور صحابی بیٹے کا واقعہ

شیخ الحدیث والتفسیر حافظ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی علیہ الرحمہ والرضوان سورہ منافقون کی درج ذیل آیت مقدسہ کے شان نزول کا تذکرہ کرتے ہیں آیت مقدسہ (یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل وللہ العزة ولرسوله وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون) (۱۳)

رسول کریم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنے چند ساتھیوں میں بیٹھ کر حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمات کہنے کی جسارت کی تو ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آیت مقدسہ نازل فرما کر منافق کی مذمت فرمائی دوسری طرف یہ ہوا کہ اس منافق کے بیٹے (حضرت عبداللہ جو مسلمان ہو گئے تھے اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے) اپنے باپ کی گردن پر تلوار رکھ دی اور کہا کہ تو اقرار کر کہ تو خود ذلیل ہے اور اللہ اور اس کا رسول عزت والے ہیں ورنہ میں تجھے قتل کرتا ہوں دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل کی اجازت نہیں دی ورنہ وہ اپنے باپ کا سر قلم کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیتے (۱۴) قرآن کریم کی آیت مقدسہ اور متذکرہ ایمان افروز واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ خلوت و جلوت اور صراحتاً و کنایتاً و اشارتاً توہین رسالت کا جرم خواہ کسی انداز اور کسی بھی مجلس میں ہو یا گوشہ تنہائی میں ہو وہ مجرم مستحق قتل ہے۔

مزید واقعات:

غلامان مصطفی میں سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والی خاتون حضرت سمیہ (والدہ حضرت عمار بن یاسر) رضی اللہ عنہما اور پہلے مرد حضرت حارث بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک سینکڑوں یا ہزاروں ایسے غازیوں اور شہیدوں کے واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے کہ جنہوں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں بعض گستاخوں کو عبرت ناک

انجام سے دوچار کرنے کے لیے قتل کے فیصلے جاری فرمائے جو غلاموں کے لئے لائق تقلید بھی ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک چند معروف مقدمات تاریخ کے آئینے میں قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش ہیں۔

عبداللہ بن خطل، گستاخ رسول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شان اقدس میں توہین کرنے والا عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اقتلوہ" اسے قتل کر دو۔ یہ عبداللہ بن خطل، نبی مکرم، نور مجسم ﷺ کی ہجو میں اشعار کہہ کر حضور کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی (مغنیاں) رکھی ہوئی تھیں تا کہ وہ اس کے اشعار گایا کریں۔ عبداللہ بن خطل کو غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مطاف میں (مقام ابراہیم اور چاہ زم زم کے درمیان) اس کی گردن ماری گئی۔ (۱۵)

گستاخ کعب بن اشرف کا قتل:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ختم المرتبت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا "تم میں سے کعب بن اشرف کی خبر کون لے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے" محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں اسے قتل کر دوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! ہاں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی مرضی سے یہ کام کرنے کی اجازت دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا اجازت ہے۔ کعب بن اشرف یہودی سردار تھا۔ اسلام اور بانی اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس پہنچے اور کہا "کہ کچھ قرض کا انتظام کروا دو، ایک وسق یا دو وسق غلہ یا کھجور بطور قرض درکار ہے۔" کعب نے کہا "انتظام ہو جائے گا لیکن بدلہ میں تمہیں کچھ رہن رکھنا ہوگا" انہوں نے کہا "کیا چیز بطور رہن رکھیں"

کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو گروی رکھو" حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا "واہ تم سارے عرب میں بہت خوبصورت ہو کہ تمہارے پاس اپنی عورتیں گروی رکھیں" کعب نے پھر کہا: "اچھا اپنے بیٹوں کو گروی رکھواؤ" جس پر انصاری صحابی بولے "وسق دو وسق (یہ وزن کے لئے پیمانہ ہے) کے لئے بیٹوں کو گروی رکھنا باعث شرم ہے لوگ تمام عمر طعنے دیں گے، ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار گروی رکھتے ہیں" پھر انصاری صحابی رات میں آنے کا کہہ کر چلے گئے جب رات کو آئے تو ابو نایلہ کو (جو کعب کے برادر رضاعی تھے) ساتھ لائے۔ کعب نے انہیں قلعہ کے پاس بلایا اور خود قلعہ سے نیچے اتر کر ان سے ملا وہ سر سے چادر اوڑھے ہوئے تھا وہ خوش تھا کہ مسلمانوں کا اسلحہ اس کے پاس گروی ہو جائے گا محمد بن مسلمہ نے کہا "کہ کعب تیرے بدن سے ایسی خوشبو آ رہی ہے جو میں نے کبھی نہیں سونگھی" تو کعب نے کہا "میرے یہاں عرب کی ایسی عورت ہے جو سب سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے" انصاری صحابی نے کہا "کیا میں تمہارا سر سونگھ لوں" کعب نے اجازت دی انصاری صحابی نے سر سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ پھر کہا ایک مرتبہ اور اس نے کہا "اچھا" اس مرتبہ محمد بن مسلمہ نے کعب کا سر زور سے تھام لیا اور ساتھیوں سے کہا کہ اس کا سر لے لو۔ اور انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ (۱۶)

دو گستاخ عورتیں:

---

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ "خطمہ" کی ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی۔ آپ نے فرمایا: "کون ہے جو میرے لئے اس کو ٹھکانے لگائے گا" اسی قبیلہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور قتل کی اجازت لے کر گیا اور اس عورت کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کا خون مباح ہے" (۱۷)

(۲) ایک بد بخت عورت حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گالیاں دیتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا منہ ہمیشہ کے لئے بند

کر دیا۔(۱۸)

بیٹا عاشق رسول تو باپ گستاخِ رسول:

حضرت امام حافظ الحدیث عبدالباقی بن قانع بن مرزوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ" میں نے اپنے باپ کو آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا تو میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس عاشق صادق سے کوئی باز پرس نہیں فرمائی۔(۱۹)

رسول اکرم ﷺ کے قول کو جھٹلانے والا گستاخ:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی تو آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا" جاؤ اور اسے قتل کر دو"(۲۰)

صحابی کی بیوی گستاخ رسول:

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کیا کرتی اور بدگوئی کرتی تھی۔وہ منع کرتا مگر باز نہ آتی۔ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ایک رات اس نے نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کی اور سب وشتم کرتی رہی۔پس صحابی نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔چنانچہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں لت پت ہو گئی صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا میں ایسا کرنے والے کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔پس نابینا صحابی کھڑے ہوئے لوگوں کو پھاندتے ہوئے اور لرزتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جا بیٹھے عرض گزار

ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مالک تھا وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور ہجو کیا کرتی تھی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا تھا تب بھی نہ رکتی۔ میرے اس سے دو بیٹے ہیں موتی جیسے اور وہ میری غمخوار تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ کو سب وشتم کرنے لگی اور ہجوگوئی کی تو میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں گواہ رہنا اس کا خون رائیگاں گیا۔(۲۱)

گستاخ یہودی عورت:

شعبی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو سب وشتم کرتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔(۲۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گستاخوں کے لئے جارحانہ اقدام:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ منتخب ہوئے تو چاروں طرف یورشوں اور بغاوتوں کے فتنے پھیلے ہوئے تھے۔ مرتدین (منکرین زکوۃ) کذاب مدعیان نبوت ایک یا دو نہیں بیک وقت چار سے مقابلہ پیش ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ "ہماری عسکری قوت ایک وقت میں چاروں طرف مقابلہ کی صورت میں تقسیم ہو جائے گی تو اسلامی افواج کمزور پڑ سکتی ہیں ایک ایک کر کے اگر دشمن کا مقابلہ کریں گے تو ٹھیک ہو گا" سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا "میں اپنے آقا سے ہمسری و برابری کا دعوی کرنے والے کذاب مدعیان کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا۔"(۲۳)

اپنی ذات کو تنقید کا نشانہ بنانے والے انتہائی گستاخ شخص کے سامنے مثالی تحمل اور تدبر کا ایسا مظاہرہ فرمایا ہے کہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی فرمانروائی کی اس مسند پر بیٹھنے کے لائق تھے جسے "منبر رسول" کہتے ہیں۔

حضرب ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس

تھا کہ وہ ایک آدمی پر بڑے ناراض ہوئے اور اسے خوب جھڑکا۔ میں عرض گزار ہوا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ اس کی گردن اڑا دوں؟ راوی کا بیان ہے کہ میری بات سے ان کا غصہ جاتا رہا چنانچہ کھڑے ہوئے اور اندر تشریف لے گئے۔ پس مجھے بلا بھیجا اور فرمایا کہ آپ نے ابھی کیا کہا تھا؟ عرض کی میں عرض گزار ہوا تھا کہ اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں؟ فرمایا میں حکم دیتا تو کیا تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا نہیں خدا کی قسم اب محمد مصطفی ﷺ کے بعد یہ کسی انسان کو حق حاصل نہیں ہے۔ (۲۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور گستاخ رسول:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب جس دن بارگاہ شاہ کونین ﷺ سے عطا ہوا، اس دن انہوں نے ایمان وکفر کا امتیاز اپنے کردار سے واضح کیا تھا ایک گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو یہ ادائے فاروقی پسند آئی اور قرآن مجید کی درج ذیل آیات نازل ہوگئیں۔

آیات مقدسہ:

الم تر الی الذین یزعمون انھم امنو بما انزل الیك وما انزل من قبلك یریدون ان یتحاکمو الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطن ان یضلھم ضللا م بعیدا واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنك صدودا (۲۵)

(ترجمہ) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا، پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ (منصف) بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی

کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو
گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے
ہیں۔(۲۶)

ایک بظاہر مسلمان لیکن درحقیقت منافق جس کا نام بشر تھا۔اس کا جھگڑا یہودی سے ہوگیا۔یہودی نے کہا کہ چلو تمہارے نبی کے پاس اس کا فیصلہ کرائیں تو منافق بولا کہ کعب بن اشرف (یہودی عالم) سے فیصلہ کرائیں۔یہودی نے تعجب سے کہا کہ اپنے نبی سے فیصلہ کرانے میں کتراتا ہے تو کیسا مسلمان ہے؟ تو منافق شرمندہ ہو کر چارو ناچار راضی ہوگیا۔رسول اکرم ﷺ نے مقدمہ سماعت فرما کر فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا جسے (منافق) بشر نے نہیں مانا کہنے لگا چلو یہ فیصلہ حضرت ابوبکر سے کرائیں حضرت ابوبکر نے دونوں کے بیانات سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا، بشر نے پھر بھی نہیں مانا، اس نے خیال کیا کہ اگر حضرت عمر کے پاس ہم دونوں جائیں تو حضرت عمر غیر مسلموں پر نہایت سخت ہیں۔یقیناً وہ یہودی کے خلاف اور میرے حق میں فیصلہ کریں گے۔چنانچہ بشر نے کہا کہ میری تسلی کسی کے فیصلہ سے نہیں ہو رہی، لہٰذا ہم دونوں حضرت عمر کے پاس چلتے ہیں۔دونوں حضرت عمر کے پاس پہنچے، یہودی نے مقدمہ سنانے سے پہلے ہی کہا کہ عمر! آپ کے پاس آنے سے قبل ہم دونوں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر دونوں کے پاس جا کر فیصلے کرا چکے ہیں اور دونوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔مگر یہ بشر نہیں مانتا کہتا ہے میری تسلی نہیں ہوتی یہ مجھے آپ کے پاس لے کر آیا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر سے پوچھا کہ یہ یہودی ٹھیک کہتا ہے تو بشر نے تصدیق کی ہاں یہی بات ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم دونوں یہاں ٹھہرو میں گھر میں ہو کر آتا ہوں پھر فیصلہ کرتا ہوں حضرت عمر گھر کے اندر تشریف لے گئے جب آئے تو ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی۔آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا کہ جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور حضرت ابوبکر صدیق کے عدل سے مطمئن و راضی نہیں اس کے لیے عمر کی تلوار یہ فیصلہ کرتی ہے۔اسی وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ

رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ حق اور باطل میں فرق کرنے والے ہیں اور متذکرہ آیات نازل ہوئیں۔ (۲۷)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"جس نے اللہ کے کسی نبی کو گالی دی اسے قتل کردو۔" (۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک راہب نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی مجھے پتہ چلا تو میں نے کہا تم نے اسے قتل کیوں نہ کیا اگر میں وہاں ہوتا تو اسے زندہ نہ چھوڑتا (۲۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی رائے:

خلیفہ راشد اور پہلی صدی کے مجدد برحق حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو گورنر کوفہ نے لکھا "ایک شخص نے آپ کو گالی دی ہے تو کیا وہ واجب القتل ہے؟" امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا "اس کی سزا موت نہیں کیوں کہ صرف شاتم رسول ہی شریعت کی رو سے واجب القتل ہے" (۳۰)

عباسی دور حکومت اور امام مالک:

ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہارون رشید نے سوال کیا کہ "ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں سب وشتم کرتا ہے تو کیا اسے درے لگائے جائیں؟" حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی سے جواب میں فرمایا اے امیر المومنین حضور ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کئے بغیر یہ امت زندہ کیسے رہے گی؟ جو انبیاء علیہم السلام اجمعین کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور جو اصحاب رسول کو گالی دے اسے درے مارے جائیں۔

قاضیانِ اندلس کے اہم فیصلے

گستاخوں کا قتل اور نشانیوں کا ظہور:

(۱) ابن حاتم طلیطلی نے ایک مناظرے کے دوران رسول اکرم ﷺ کو یتیم اور علی کا خسر (ختن علی) کہا تھا اور اس خیال کا اظہار کیا کہ آپ کا زہد اختیاری نہیں تھا اگر آپ کو دنیا کی نعمتیں میسر ہوتیں تو آپ کبھی سادہ زندگی نہیں گزارتے۔"

فقہائے اندلس نے بالاتفاق ابن حاتم کے قتل اور سولی دینے کا فتویٰ جاری کیا پھر اسے قتل کر کے سولی پر لٹکایا گیا۔

(۲) اندلس میں ابراہیم فزاری نام کا ایک ادیب و شاعر تھا وہ اپنے اشعار میں انبیاء کرام اور خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب پایا گیا۔ اس وقت کے متبحر عالم و فاضل و محدث حضرت امام قاضی یحییٰ بن عمر قدس سرہ کی عدالت میں گستاخ رسول شاعر لایا گیا جو اس وقت عدالت میں بہت سے نامور اور معروف فقہاء موجود تھے۔ قاضی یحییٰ بن عمر نے اس کی پھانسی اور قتل کا حکم دیا چنانچہ اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا جب پھانسی کی لکڑی ہٹائی گئی تو وہ لکڑی خود بخود چکر کھانے لگی جب اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو لکڑی ٹھہر گئی لوگوں نے اس واقعہ کو اللہ کی نشانی سمجھ کر بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ایک کتا آیا اور گستاخ شاعر مقتول ابراہیم کا خون چاٹنے لگا۔ حضرت یحییٰ بن عمر علیہ الرحمتہ کہتے ہیں کہ میری توجہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کی طرف گئی کہ "کتا مسلمان کا خون نہیں پیتا"(۳۱)

برصغیر میں تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ

برصغیر پاک و ہند میں برطانوی دور استعمار سے قبل حتی کہ مغل بادشاہ شہنشاہ اکبر کے سیکولر دور میں بھی شاتم رسول ﷺ کو سزائے موت دی گئی لیکن جب اس ملک پر سازشوں کے ذریعے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا تو انہوں نے توہین رسالت ﷺ کے

اس قانون کو یکسر موقوف کر دیا۔ پھر انگریز حکومت ہی کی شہ پر جب ہندوؤں، آریہ سماجیوں اور مہا سبھائیوں نے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی قدر پر حملے کرنے شروع کر دیئے تو مسلمانوں نے شاتمان رسول کو قتل کر کے اقرار جرم کرتے ہوئے دار و رسن کی روایت کو از سر نو زندہ کیا۔

(۱) غازی محمد منیر شہید اور گستاخ رسول:

غازی محمد منیر شہید موضع موگہ ضلع فیروز پور (بھارتی پنجاب) کے وٹرنری ہسپتال میں بلحاظ چپڑاسی تھے، جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار ایک موقع پر تحفظ ناموس نبی (ﷺ) کے لیے آگے بڑھے اور جان پر کھیل گئے۔ شاتم رسول کو واصل فی النار کرنے کے بعد عدالتی فیصلے کی رو سے انہیں سزائے موت کا مستحق گردانا گیا۔ وہ جام شہادت کے متمنی تھے اور سدا رلٹک کر لافانی نسخہ حیات بتلا گئے۔ دنیائے صحافت میں شہید موصوف کا تعارف غالباً کیپٹن ممتاز ملک صاحب کے ایک مضمون بعنوان ''نوجوانان اسلام کی حرمت وشان'' سے ہوا۔

(۲) غازی خدا بخش کا راج پال پر پہلا قاتلانہ حملہ:

۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ''رنگیلا رسول'' نامی کتاب چھاپنے والا ملعون راج پال اپنی دکان پر موجود کاروبار میں مشغول تھا۔ ایک مرد مجاہد خدا بخش اکو جھانے، جو لاہور کا رہنے والا تھا اور جس کا معروف کشمیری خاندان سے تعلق تھا، اس خبیث پر تیز دھار چاقو سے حملہ کر کے اسے مضروب کر دیا لیکن اس بدبخت نے اس وقت بھاگ کر اپنی جان بچالی۔ غازی خدا بخش کو زیر دفعہ ۳۰۷ الف تعزیرات ہند گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور سی۔ ایم۔ بی اوگلوی کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ غازی خدا بخش نے اپنی طرف سے وکیل صفائی مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ راج پال مستغیث نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا ''مجھ پر یہ حملہ کتاب کی اشاعت اور مسلمانوں کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے کیا گیا ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ ملزم خدا بخش اب بھی مجھے جان سے مار

دے گا حملہ کے وقت ملزم چلایا تھا کافر کے بچے آج تو میرے ہاتھ آیا ہے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" عدالت کے استفسار پر اس مرد غازی نے گرج دار آواز میں کہا "میں مسلمان ہوں ناموس رسالت کا تحفظ میرا فرض ہے میں اپنے آقا کی توہین ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔" پھر راج پال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس نے میرے رسول کی شان میں گستاخی کی تھی، اس لئے میں نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن یہ کم بخت اس وقت میرے ہاتھ سے بچ نکلا۔"

اقرار جرم کے بعد غازی خدا بخش کو سات سال قید سخت، جس میں تین ماہ قید تنہائی شامل تھی، کی سزا سنائی گئی اور معیاد قید کے اختتام پر پانچ پانچ ہزار کی تین ضمانتیں حفظ امن کے لئے داخل کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۳) غازی عبدالعزیز اور راج پال:

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک اور مرد غازی عبدالعزیز نے جو افغانستان سے اپنے سینہ میں اس دشمن اسلام راج پال کے خلاف غیظ وغضب کی آگ لے کر لاہور پہنچا تھا ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کی شام راج پال کی دکان پر آیا۔ اتفاقاً اس وقت راج پال کا ایک یار سوامی ستیانند بیٹھا تھا جسے غازی عبدالعزیز نے شاتم رسول سمجھ کر چاقو سے حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا لیکن پولیس نے جائے واردات پر پہنچ کر غازی عبدالعزیز کو گرفتار کرلیا۔ اسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اوگلوی نے سرسری سماعت کے بعد ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو اس مرد مجاہد کو بھی وہی سزا دی جو غازی خدا بخش کو دی گئی تھی جسے بھگت کر یہ دونوں مردان غازی جیل سے سرخرو ہو کر نکلے۔

(۴) غازی علم دین شہید اور راج پال:

علم دین ایک محنت کش نجار "بڑھئی" کا بیٹا تھا۔ علم الدین نے قرآن مجید کی ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کی مسجد میں حاصل کی جو اس زمانہ میں بازار سرفروشاں کے نام سے مشہور تھا۔ جب یہ بچہ ذرا بڑا ہوا تو باپ نے جلدی اسے اپنے ساتھ کام پر لگا لیا، جس میں

اس نے بڑی جلدی مہارت حاصل کر لی۔ علم دین کا ایک بچپن کا ساتھی عبدالرشید تھا جسے سب پیار سے "شیدا" کے نام سے پکارتے تھے۔ شیدا کے والد کی دکان مسجد وزیر خاں کے سامنے واقع تھی۔ ایک دن دونوں دوست گھر سے شام کے وقت جب مسجد وزیر خاں پہنچے تو وہاں ایک جلسہ عام میں شیطان طینت راج پال کے خلاف تقریریں ہو رہی تھیں، جس میں یہ اعلان ہو رہا تھا کہ مسلمان اپنی جانیں قربان کر دیں گے لیکن اس مردود راج پال کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ تقریر سن کر دونوں دوست تڑپ اٹھے۔ گھر آ کر علم دین نے اپنے والد طالع مند سے پوچھا "کیا کوئی شخص جو ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے زندہ رہ سکتا ہے؟" باپ نے جواب دیا "بیٹا مسلمان اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے" "کیا اسے مارنے والے کو سزا ملے گی؟" علم دین نے باپ سے دریافت کیا "ہاں بیٹا! یہاں گوروں کے قانون کے مطابق اس کو پھانسی کی سزا ملے گی" باپ نے جواب دیا لیکن یہ سوال سن کر بڑھئی فکر مند ضرور رہا ہو گا کہ اس کا بیٹا آج ایسی باتیں کیوں کر رہا ہے۔

اسی رات علم دین نے دیکھا کہ خواب میں ایک بزرگ نمودار ہوئے ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں "علم دین دشمن نے تمہارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے تم ابھی تک سو رہے ہو۔ اٹھو اور جلدی کرو" یہ خواب دیکھ کر وہ فدائی رسول ﷺ فوراً اٹھ بیٹھا اور اپنے اوزار لے کر صبح سویرے اپنے دوست شیدا کے گھر پہنچ گیا اور وہاں سے دونوں دوست بھاٹی دروازے کے سامنے والے کھلے میدان میں جا پہنچے۔ علم الدین نے وہاں رازدارانہ طریقہ سے اپنے دوست "شیدے" کو رات والا خواب سنایا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ اس نے بھی گزشتہ رات یہی خواب دیکھا تھا اب دونوں دوستوں میں تکرار ہونے لگی۔ دونوں کا اصرار تھا کہ اس موذی کو مارنے کے لیے اسے بشارت ہوئی ہے۔ آخر طے پایا کہ قرعہ ڈالا جائے۔ اس میں جس کا نام آئے وہی اس کام کو سر انجام دے گا۔ تین بار قرعہ ڈالا گیا قرعہ فال بڑھئی کے خوش نصیب فرزند علم دین کے نام نکلا جس پر اس کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ شیدا کو اپنے اس دوست کی خوش بختی پر رشک آیا۔ اس نے علم دین کو اس کامیابی پر مبارک باد دی جس کے بعد دونوں دوست ایک دوسرے

سے جدا ہو گئے۔ وہاں سے علم دین سیدھے گھر پہنچے کیونکہ اس نیک فال کے بعد ان کا جی کسی اور کام کی طرف مائل ہی نہیں ہوا وہ گھر آ کر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے تو ذرا دیر کے لئے ان کی آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بزرگ دوبارہ نمودار ہو کر ان سے کہہ رہے ہیں:

''علم دین یہ وقت سونے کا نہیں بلکہ جس کام کے لئے تمہیں چن لیا گیا ہے، اس کی تکمیل کے لئے فوری پہنچو ورنہ بازی کوئی اور لے جائے گا۔'' جس پر وہ ایک بار پھر اپنے دوست شیدا کے پاس الوداعی ملاقات کے لئے پہنچے۔ اسے اپنی کچھ چیزیں بطور یادگار دیں اور دوبارہ گھر پہنچ کر اس نے اپنے منصوبہ کی تکمیل کا پروگرام اپنے ذہن میں مرتب کر لیا اور گھر میں کسی سے اس بارے میں بات نہیں کی، اس ڈر سے کہ کہیں خون اور قرابت کے رشتے دار اس راہ میں حائل نہ ہو جائیں۔ اس دن انہوں نے غسل کیا سرخ دھاری دار قمیض اور سفید شلوار پہنی۔ سر پر پگڑی باندھی۔ صاف اور سجل لباس پر خوشبو لگائی۔ اس سے قبل انہوں نے اپنی ماں سے میٹھے چاول کی فرمائش کی تھی جسے باپ بیٹے نے مل کر تناول کیا۔ باپ کے کسی کام پر جانے کے بعد علم دین نے اپنی معصوم بھتیجی کے ماتھے کو سوتے میں بڑے پیار سے چوما اور اپنی بھابھی سے کچھ پیسے لے کر اس سج دھج سے خوشی خوشی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے مگر کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی کہ علم دین نے آج کے دن یہ سارا اہتمام کیوں کیا ہے۔ گھر سے گمٹی بازار پہنچ کر وہاں آتما رام کباڑیے کی دکان سے ایک روپیہ میں ایک لمبا چاقو خریدا اور اسے اپنی شلوار کے نیفے میں رکھ لیا۔ پھر وہ سیدھے دوپہر کے وقت انار کلی ہسپتال روڈ پر راج پال کی دکان کے سامنے والی ٹال پر پہنچے۔ اس وقت تک راج پال اپنی دکان پر نہیں آیا تھا کیونکہ اس دن یعنی ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کو وہ ہردوار سے لاہور پہنچا تھا۔ دو بجے دکان پر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے پولیس کو اپنی آمد کی اطلاع دی تاکہ وہ حسب سابق اس کے لئے گارڈ کا انتظام کرے۔ اسے خبر نہ تھی کہ موت کا فرشتہ کب سے اس کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ جوں ہی ٹال والے جوان نے علم دین کو بتلایا کہ وہ منحوس دکان کے اندر داخل ہوا ہے تو وہ اپنے شکار کے تعاقب میں دکان کے اندر پہنچ گئے اور اسے دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس کے ساتھ

ہی ان کے اندر کی عقابی روح بیدار ہوئی اور انہیں اپنی منزل آسمانوں میں نظر آنے لگی۔ چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ جھپٹ کر علم دین نے راج پال خبیث کے سینے میں چاقو پیوست کر دیا جو اس کے دل کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ یہ ضرب ایسی کاری ثابت ہوئی کہ وہ مردود زخموں کی تاب نہ لا کر اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور وہیں اس نے دم توڑ دیا۔ اس طرح اس بدبخت کو کیفر کردار پر پہنچانے کے بعد غازی علم دین جب دکان سے باہر نکلے تو مقتول کے ملازمین نے "مار دیا، مار دیا" کا شور مچانا شروع کر دیا جس پر قریب کے ایک ہندو دکاندار سیتارام کے لڑکے اور اس کے ساتھیوں نے آ کر پیچھے سے نوجوان غازی کو پکڑ لیا جس پر علم دین نے مستانہ وار رقص کرتے ہوئے کہا "آج میں نے اپنے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا۔" آج میں نے اپنے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا" اس عرصہ میں پولیس بھی جائے واردات پر پہنچ گئی۔ جس نے غازی علم دین کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد لاہور میں فرقہ وارانہ کشیدگی نے نہایت سنگین صورت اختیار کر لی۔ دوران تفتیش علم دین کے والد کو بھی گرفتار کر لیا گیا لیکن بعد میں انہیں چھوڑ دیا گیا۔ بالآخر ۱۰ اپریل ۱۹۲۹ء کو مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں علم دین کے خلاف زیرِ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند مقدمہ قتل کی کارروائی شروع ہوئی۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران علم دین کے چہرے پر معصوم مسکراہٹ کھیلتی رہی۔ شہادت قلم بند ہونے کے بعد سرسری بحث کے بعد مقدمہ سیشن کے سپرد ہوا۔ سیشن کورٹ نے ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا اور حسب ضابطہ توثیق کے لیے لاہور ہائیکورٹ بھجوائی گئی۔ والدین کی حکم کی تعمیل میں علم دین کی جانب سے بھی اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی گئی جس کی پیروی اس وقت کے چوٹی کے قانون دان اور اسلامیان ہند کے رہنما قائداعظم محمد علی جناح نے کی، جبکہ دیوان رام لال وکیل سرکار تھا۔ مقدمہ کی سماعت جسٹس براڈوے اور جسٹس جان اسٹون نے کی۔

قائداعظم کی بحث کا سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ راج پال نے "رنگیلا رسول" جیسی قابل اعتراض کتاب شائع کر کے پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے جسے کوئی مسلمان برداشت

نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہ کتاب اشتعال انگیزی کا سبب بنی، اس لیے ملزم نے قتل عمد کا ارتکاب نہیں کیا لہٰذا اسے سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے جواب میں وکیل سرکار نے منجملہ دیگر دلائل کے یہ مؤقف اختیار کیا کہ پیغمبر اسلام کی اہانت واقعی افسوس ناک بات ہے، لیکن تعزیرات ہند میں اس جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں، اس لئے مقتول نے کوئی خلاف قانون حرکت نہیں کی تھی، چنانچہ ملزم کا یہ فعل اشتعال انگیزی کی تعریف میں نہیں آتا۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد لاہور ہائیکورٹ نے ۱۷ جولائی ۱۹۲۹ء سیشن کورٹ کی سزائے موت کا فیصلہ بحال رکھا۔ مسلمان زعماء کے اصرار پر اس فیصلہ کو پریوی کونسل میں اس خیال سے چیلنج کر دیا گیا کہ شاید وہاں سے ایسی فرقہ ورانہ منافرت اور اشتعال انگیزی کے خلاف مسلمانوں کو کوئی داد رسی مل سکے لیکن یہ خیال خام نکلا اور پریوی کونسل نے مذہبی اشتعال انگیزی پر اظہار رائے کے بغیر ہی یہ اپیل ۵ نومبر ۱۹۲۹ء کو نامنظور کر دی۔ جب یہ فیصلہ غازی علم دین کو سنایا گیا تو وہ مارے خوشی کے چیخ اٹھے اور کہا:

"اس سے بڑھ کر میری اور کیا خوش نصیبی ہو گی کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو رہی ہے اور بارگاہ رسالت میں حاضری کی سعادت سے بھی مجھے سرفراز کیا جا رہا ہے۔"

ہنگامہ دار و رسن برپا ہونے سے دو دن قبل جب ان کا غم گسار دوست شیدا ان سے ملاقات کے لیے میانوالی جیل پہنچا تو اسے غمگین دیکھ کر علم دین نے کہا "یار آج تجھے تو میری طرح خوش رہنا چاہیے، اپنے آقا ﷺ کے نام پر کٹ مرنا ایک مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہے اور اللہ پاک کی یہ کتنی بڑی کرم نوازی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں میں سے اپنے اس حقیر بندے کے ہاتھوں اس ناپاک شیطان کو ختم کرایا اور دیکھو رسول کریم پر قربان ہونے کی میری دلی مراد بھی پوری ہو رہی ہے۔ اس لیے تمام مسلمان بھائیوں تک میری یہ بات پہنچا دو کہ وہ میری موت پر غم نہ کریں بلکہ میرے لیے دعائے خیر کریں۔"

والدین اور عزیز و اقارب سے آخری ملاقات کے موقع پر اپنی والدہ سے کہا کہ وہ ان کا دودھ بخش دے۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کہنے لگے "ماں دیکھ تو کتنی

خوش نصیب ہے کہ تیرے بیٹے کو شہادت کی موت مل رہی ہے۔"

انجام کار ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو وہ دن آ پہنچا جس کے لیے علم دین کی جان بے تاب تڑپ رہی تھی۔ رات اس جوان شب زندہ دار نے ذکر الٰہی اور تہجد میں گزار دی اور طلوع سحر پر انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز فجر ادا کی تو مجسٹریٹ، داروغہ جیل اور مسلح سپاہیوں کے ہمراہ استقبال کے لیے کوٹھڑی کے دروازے پر موجود تھا۔ مجسٹریٹ نے اس مرد غازی سے پوچھا "کوئی آخری خواہش" تو کہا "صرف دو رکعت نماز شکرانہ کی مہلت۔" اجازت ملنے پر سجدہ شکر ادا کرنے کے بعد داروغۂ جیل سے مخاطب ہوئے جس کی آنکھ بھی آج خلاف معمول نمناک تھی اور کہا "گواہ رہنا! ایک پروانۂ رسول کے شوق شہادت اور آخری سجدہ نماز کے" اور پھر سرخوشی کے عالم میں ان کے ساتھ سوئے دار پر چل پڑے۔ اس وقت جیل کے قیدی اپنی کوٹھڑیوں اور بیرکوں میں اس فدائی رسول کی آخری جھلک دیکھنے کے لیے تعظیماً کھڑے تھے اور ساری جیل درود وسلام کے سرمدی نغموں سے گونج رہی تھی۔ رفیقان زنداں کو الوداع اور سلام آخر کہتے ہوئے مقتل میں پہنچ کر جب تختۂ دار کو دیکھا تو فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔

پھر ساعت سعید کو قریب دیکھ کر تیزی سے تختہ دار کی طرف بڑھے اور وارفتگی شوق میں چاہا کہ پھانسی کے پھندے کو جو وصال حبیب خدا کا مژدہ جاں فزا لے کر نمودار ہوا تھا، خود اپنے ہاتھوں سے گلے میں ڈال لیں لیکن اسے خلاف شریعت جان کر فوراً رک گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا:

"لوگو! گواہ رہنا! میں نے ہی راج پال کو حرمت رسول کی خاطر قتل کیا تھا اور آج اپنے نبی پاک کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان پر اپنی جان نثار کر رہا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نوجوان پروانہ نبوت نے دار و رسن کو چوم کر اپنی جان ناموس مصطفی ﷺ پر نچھاور کر دی۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا: "ہم سب باتیں کرتے رہے اور ایک ترکھان کا بیٹا پڑھے لکھوں سے بازی لے گیا۔"

(۵) غازی عبدالقیوم شہید اور گستاخ رسول نتھورام:

غازی عبدالقیوم کا واقعہ شہادت بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔اس نوجوان مرد مجاہد کا تعلق غازی آباد ضلع ہزارہ کے ایک غریب گھرانے سے تھا لیکن کسے خبر تھی کہ ایک دن تخت ہزارہ کی شہ نشینی سے بھی اونچا رتبہ شہادت اسے نصیب ہوگا۔اپنے گاؤں سے وہ تلاش روزگار میں کراچی آیا، جہاں اسے رزق حلال کے لیے گھوڑا گاڑی مل گئی، جس کی آمدن سے وہ اپنی بوڑھی ماں، بیوہ، بہن اور ضعیف چچا اور نوبیاہتا بیوی کی کفالت کر رہا تھا۔نماز فجر اور عشاء کی نماز وہ اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھا کرتا تھا۔ایک روز امام مسجد نے اہل مسجد کو اشکبار آنکھوں سے بتلایا کہ ایک خبیث ہندو نتھورام نے آقائے نامدار ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔غازی عبدالقیوم نے جب یہ بات سنی تو تڑپ اٹھا اور اس کے تن بدن میں اک آگ سی لگ گئی۔اسی وقت اس نے صحن مسجد میں اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ اس کمینے کافر کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

یہ نتھورام آریہ سماجی ہندو تھا۔جس نے سال ۱۹۳۳ء میں "ہسٹری آف اسلام" (History of Islam) نامی ایک کتاب لکھی جس میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات اقدس کو ہدف تنقید و ملامت بنایا اور شان رسالت میں گستاخانہ اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے تھے، جس سے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا اور سارے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔حکومت نے نقص امن کے اندیشہ سے ملزم کے خلاف فوجداری مقدمہ قائم کر کے اسے ایک سال قید اور جرمانہ کی سزا دی لیکن مارچ ۱۹۳۴ء میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر کراچی کے جوڈیشل کمشنر نے اس کی عبوری ضمانت منظور کر لی۔نتھورام کا مقدمہ سماعت کے لیے جس دن سندھ چیف کورٹ کے دو انگریز ججوں کی بینچوں کے سامنے پیش ہونا تھا۔اس دن نتھورام اپنے وکلاء اور ساتھیوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہوا کورٹ روم میں داخل ہوا۔عدالت کے باہر ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں فیصلہ سننے کے لیے کھڑے تھے۔مقدمہ کی سماعت سے کچھ دیر قبل شہ عرب و عجم کا یہ نوخیز غلام عبدالقیوم کمرہ

عدالت میں اس ہندو مصنف تھورام کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اپنے شکار پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ موقع پاتے ہی اپنے نیفہ میں چھپا ہوا تیز دھار خنجر نکال کر عقاب کی طرح وہ اس پر جھپٹا اور اس ملعون کے پیٹ میں خنجر گھونپ کر اس کی آنتیں باہر نکال دیں۔ تھورام منہ کے بل زمین پر گر پڑا تو اس خیال سے کہیں وہ زندہ نہ بچ جائے۔ اس نے اپنی پوری قوت سے ایک اور وار اس کی گردن پر کیا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی۔

اس طرح اس خبیث کا کام تمام کرنے کے بعد نہایت اطمینان اور سکون سے اس نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا۔ عدالت میں اس واقعہ سے بھگدڑ مچ گئی اور جج بھی اس اچانک واردات سے خوفزدہ اور سراسیمہ ہو گئے۔ عبدالقیوم کے مقدمہ قتل کے دوران جب ملزم کا بیان قلم بند کرتے ہوئے ایک انگریز جج نے اس مرد غازی سے دریافت کیا کہ اسے اس بھری عدالت میں اس طرح واردات کی جرات کیسے ہوئی؟ تو اس نے عدالت میں آویزاں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے، ہم اپنے دین اور دنیا کے شہنشاہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کیسے معاف کر دیتے۔'' اس موذی کو ہلاک کرنے کے بعد نہایت حقارت کے ساتھ اس کی لاش پر تھوکتے ہوئے اس نے کہا تھا ''اس خنزیر کے بچے نے میرے رسول ﷺ کی توہین کی تھی، اس لئے میں نے اسے قتل کیا ہے۔'' اس نے اپنی طرف سے وکیل صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اقبال جرم پر سیشن کورٹ سے غازی عبدالقیوم کو سزائے موت سنائی گئی تو وہ نوجوان مرد مجاہد اپنی خوشی اور مسرت ضبط نہ کر سکا اور بے اختیار اس کی زبان سے حمد و ثنا کی صدا بلند ہوئی۔ مسلمانوں نے جب اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنا چاہی تو اس نے ان سب کی منت سماجت کرتے ہوئے کہا ''آپ لوگ مجھے دربار رسول میں حاضری کی سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔''

فروری ۱۹۳۶ء میں کراچی کے مسلمانوں نے ایک وفد علامہ اقبال کی خدمت میں لاہور بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ وفد علامہ اقبال کو اس مقدمہ کی روئیداد تفصیل سے سنا کر درخواست کرے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے وائسرائے ہند کو اس پر

آمادہ کریں کہ غازی عبدالقیوم کی سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جائے، چنانچہ یہ وزراء جو مولوی ثناء اللہ، عبدالخالق اور حاجی عبدالعزیز وغیرہ پر مشتمل تھا، لاہور میں علامہ اقبال سے جا کر ملا اور تمام تفصیل سنا کر ان سے درخواست کی کہ اگر آپ نے سعی اور ذاتی توجہ فرمائی تو پوری توقع ہے کہ غازی عبدالقیوم کی جانب سے رحم کی اپیل کو حکومت ہند ضرور منظور کر لے گی۔

علامہ اقبال وفد کی یہ گفتگو سن کر دس پندرہ منٹ بالکل خاموش رہے اور گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ وفد کے ارکان شدت سے منتظر تھے کہ کیا فرماتے ہیں۔ آخر علامہ اقبال کی آواز نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے وفد سے پوچھا، کیا عبدالقیوم کمزور پڑ گیا ہے؟ ارکان وفد نے جواب دیا نہیں، اس نے تو ہر موقع پر اپنے اقدام کا اقبال اور اقرار کیا ہے، وہ تو سرعام کہتا ہے میں نے شہادت خریدی ہے، مجھے پھانسی کے پھندے سے بچانے کی کوشش مت کرو۔

وفد کی اس گفتگو کو سن کر علامہ اقبال کا چہرہ تمتما گیا، انہوں نے برہمی کے انداز میں فرمایا جب وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجر و ثواب کی راہ میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایسے مسلمان کے لیے وائسرائے ہند کی خوشامد کروں جو زندہ رہے تو غازی ہے اور مر جائے تو شہید ہے۔ وفد کے ارکان یہ سن کر پھر کچھ مزید کہنے کی جرات نہ کر سکے اور واپس کراچی آ گئے۔ غازی عبدالقیوم شہید ایک ہفتہ کال کوٹھڑی میں قید رہے اس دوران بہت فربہ اور موٹے ہو گئے جیل سپرنٹنڈنٹ بھی ان کے بڑھتے ہوئے وزن پر تشویش میں مبتلا تھا۔ تحقیق پر ڈاکٹروں نے بتایا کہ یہ حد درجہ خوشی اور مسرت میں مبتلا ہے اس وجہ سے اس کا وزن بڑھ گیا ہے۔

غازی عبدالقیوم شہید کو جس دن پھانسی دی گئی کراچی کی تاریخ میں وہ روز مسلمانوں کے لئے جوش و اضطراب کا یادگار دن تھا، ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ موجزن تھا کہ کاش ناموس رسالت کے تحفظ کے جرم میں یہ شہادت مجھے میسر آتی۔

لاکھوں افراد نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی، ناموس رسول ﷺ پر اپنی

جان نچھاور کرنے والا غازی عبدالقیوم شہید کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ میوہ شاہ کے علاقہ کے قبرستان میں ایک خاص چار دیواری کے اندر دفن کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں، اس شہید کی قبر پر جس نے ناموس پیغمبر ﷺ  کی خاطر اپنی جان نچھاور کر کے ابدی زندگی کو پالیا۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا، اسے جینا نہیں آتا

☆

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے؟ فقط عالم معنیٰ کا سفر

ان شہیدوں کی دیت اہلِ کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر

آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الٰہا اخر

(علامہ اقبال)

(۶) غازی محمد حنیف شہید اور گستاخ رسول عیسائی عورت:

غازی محمد حنیف شہید نے اپنی بے مثال وفاؤں کا باب مسلم ریاستی دارالحکومت ''بھوپال'' میں رقم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وسط ہند کے اس تہذیبی شہر میں ایک گرلز ہائی سکول کی انگریز ہیڈ مسٹریس نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت مدرسہ کی صفائی کے بہانے قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق ایک خاکروب کے ہاتھوں کوڑے میں ڈلوائے اور جب اس پر احتجاج کیا گیا تو اس بدزبان و بدنصیب عورت نے قرآن پاک، دین متین اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں نازیبا اور اشتعال انگیز الفاظ کہے۔ بھوپال کے ایک غیرت مند نوجوان محمد حنیف نے جو پیشے کے اعتبار سے قصاب تھے، انگریز عورت کو راستے میں روک لیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی اس ناپاک جسارت اور شیطانی حرکت پر شہر کے مسلمانوں سے معافی مانگے اور اعلان توبہ کرے۔ حکومت کے نشہ میں چور اس بنت ابلیس نے یہ مطالبہ ٹھکرا دیا اور مجاہد ملت کے ہاتھوں انجام کو پہنچی۔ غازی محمد حنیف اس غلط کار عورت کو کیفر کردار تک پہنچا کر تھانے میں حاضر ہو گئے۔ اقبال فعل کیا اور تمام عدالتوں میں اعتراف

حقیقت بیان فرمائی۔ کچھ عرصہ جیل میں گزارا۔ مقدمہ کی سماعت ہوئی اور محمد حنیف کو پھانسی کی سزا سنا دی گئی۔

(۷) غازی محمد صدیق اور گستاخ رسول ہندو پالامل:

غازی محمد صدیق فیروز پور ضلع قصور کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ماں نے بڑے لاڈ پیار سے بیٹے کی پرورش کی اور ساتھ ساتھ صحیح تربیت بھی۔ سال ۱۹۳۴ء میں یہ نوخیز بچہ جب بیس برس کا ہوا تو اسے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور حکم ہوا کہ قصور کے ایک دریدہ دہن گستاخ پالا مل زرگر کا منہ بند کیا جائے۔ یہ بشارت ملتے ہی نوجوان غازی تڑپ کر بیدار ہوا تو اس کے ساتھ اس کا مقدر بھی جاگ اٹھا۔ اس نے ماں کو یہ خوشخبری سنائی تو ماں نے خوشی سے لختِ جگر کا ماتھا چوما اور شہادت کے الفت کی طرف اسے روانہ کیا۔ قصور پہنچ کر اس مرد غازی نے اس گستاخ رسول ﷺ پالا مل کو راستہ ہی میں دبوچ لیا اسے پچھاڑ کر اس کے سینے پر سوار ہو گئے اور تیز دھار آلہ (رمبی) سے پے در پے وار کر کے اس موذی کو ہلاک کر دیا اور وہاں سے فرار ہونے کی بجائے قریب ہی کی مسجد میں جا کر پہلے نماز شکرانہ ادا کی اور پھر مسجد کی سیڑھیوں پر اس شان اور تمکنت کے ساتھ بیٹھ گئے کہ کسی ہندو کو ان کے پاس آنے کی جرات نہ ہو سکی۔ فیروزمندی ان کے قدم چوم رہی تھی۔ حسب معمول انگریز کا قانون حرکت میں آیا اور اس مرد مجاہد کا مقدمہ سیشن کے سپرد ہوا۔ غازی موصوف کی جانب سے میاں عبد العزیز مالوڈہ اور نومسلم بیرسٹر خالد لطیف گابا نے مقدمہ کی پیروی کی۔ لیکن چونکہ آپ نے عدالت کے روبرو پوری جرات کے ساتھ اعتراف قتل کر لیا تھا، اس لیے سزائے موت سنائی گئی۔ ہائی کورٹ نے بھی سیشن جج کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

آفرین ہے اس ماں پر جس نے یہ فیصلہ سن کر ایک بار پھر اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور کہا یہ ایک بیٹا تو کیا ایسے بیس بیٹے بھی ہوتے تو میں ان سب کو اپنے آقا ﷺ کے نام پر قربان کر دیتی۔ بیٹے نے بھی یہی کہا کہ یہ ایک جان کیا چیز ہے ایسی ہزار جانیں

میرے آقا ﷺ کی خاک پر نثار ہیں۔ ۶ مارچ ۱۹۳۵ء کو یہ پروانہ رسالت بھی درود و سلام کی سوغات لے کر اپنے آقا ﷺ کے قدموں میں جا پہنچا۔

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

(پندرھویں صدی کے مجدد مفتی اعظم مصطفی رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۸) غازی عبداللہ شہید اور گستاخ رسول چلچل سنگھ:

یہ بھی تقسیم ہند سے قبل غالباً ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے ایک بدبخت سکھ چلچل سنگھ شیخوپورہ کے گردونواح میں نبی کریم ﷺ کے خلاف یاوہ گوئی کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کرتا پھرتا تھا۔ قصور کے رہنے والے ایک جیالے جوان عبداللہ کو سرکار رسالت مآب ﷺ نے خواب میں حکم دیا کہ وہ اس گستاخ کا منہ بند کرے چنانچہ کسی سے اس خواب کا ذکر کیے بغیر وہ شوریدہ سر آتش بجاں اٹھ کھڑا ہوا اور اس مردود کی تلاش میں نکل پڑا۔ معلوم ہوا کہ وہ خبیث شیر خان میں رہتا ہے جو اس وقت سکھوں کا گڑھ تھا۔ بستی کے قریب پہنچ کر مزید دریافت پر پتہ چلا کہ وہ اپنے کنوئیں پر بیٹھا کسی کام میں مشغول ہے۔ اس کے قریب ہی سکھوں کا جتھہ مصروف گفتگو تھا۔ غازی عبداللہ نے ایک نظر میں اس دشمن دین کو پہچان لیا۔ انہیں محسوس ہوا کہ ان کے جسم میں غیر معمولی طاقت بجلی بن کر دوڑ رہی ہے۔ چلچل سنگھ پر وہ جھپٹ کر حملہ آور ہوئے اور اسے پچھاڑ کر اس کے سینہ پر چڑھ کر پوری قوت سے اس کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ کو دیکھ کر پاس ہی بیٹھے ہوئے سکھ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، یہ مرد غازی اپنے آقا ﷺ کے فرمان کی تعمیل کے بعد وہیں رب کے حضور سربسجود ہوا کہ اس مہم کو کامیاب فرما کر اسے سرفرازی بخشی اور سرخرو کیا۔ موقع واردات پر جب پولیس پہنچی تو اس مرد مجاہد کو وہیں موجود پایا جس کے لبوں سے درود وصلوۃ کے نغمات نکل کر فضا میں تحلیل ہو رہے تھے۔ چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ شیخوپورہ کے معروف وکیل ملک انور مرحوم نے مقدمہ کی پیروی کی عبداللہ غازی کو سزائے موت سنائی گئی تو ایک مرتبہ پھر سجدہ شکر بجا لائے کہ انہیں

بھی شہیدان رسالت ﷺ کی صف میں جگہ مل رہی ہے۔ جس پر جتنا بھی فخر و ناز کیا جائے کم ہے۔ بال آخر اس شہید ناز کو بھی بارگاہ مصطفوی ﷺ میں باریابی کی سعادت نصیب ہوئی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
وہ جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

(۹) غازی عبد الرشید اور گستاخ رسول سوامی شردھانند:

غازی عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بھی سرفروشان ملت میں ہمیشہ نمایاں رہے گا، جس نے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کے چیلے سوامی شردھانند جیسے خبیث شاتم رسول کو دہلی میں موت کے گھاٹ اتارا اور راہ عشق رسول ﷺ میں اپنی جان نثار کر کے بارگاہ نبوت ﷺ میں سرخرو اور سرفراز ہوا۔ شردھانند جس کا اصلی نام لالہ منشی رام تھا، مشرقی پنجاب کا رہنے والا آریہ سماج کا پرجوش رکن تھا۔ اس نے عرصہ سے دہلی میں سکونت اختیار کر رکھی تھی اور یہیں سے اس نے شدھی کی آگ بھڑکانے کے لیے اردو میں روزنامہ ''تیج'' اور اس کے بیٹے نے ہندی زبان میں روزنامہ ''ارجن'' جاری کیا تھا۔

(۱۰) حیدر آباد سندھ کے غازیان ملت:

پکا قلعہ حیدر آباد (سندھ) میں قیام پاکستان سے فقط ایک برس قبل ۱۹۴۶ء میں ہندو جن سنگھیوں کا ایک بڑا اجتماع تھا۔ اس میں آٹھ ہزار ہندو شریک تھے۔ مذکورہ جلسے میں ملت اسلامیہ کو نہ صرف غلیظ گالیاں دی گئیں بلکہ ان کے ایک گرو نینوں مہاراج نے، نبی اکرم ﷺ کی شان مبارک میں بھی گستاخانہ باتیں کیں۔ اس بات نے تین نمبر تالاب کے مسلمان نوجوانوں کو بے تاب کر دیا جب یہ پچیس نوجوان حرمت نبی ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ لیے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا تو جلسے میں بھگدڑ مچ گئی۔ عاشقان مصطفی ﷺ نے بے تحاشا ڈنڈے اور لاٹھیاں برسانا شروع کر دیں۔ اسی اثناء میں نینوں مہاراج، ایک جوشیلے نوجوان عبد الخالق قریشی ولد محمد ابراہیم

قریشی کے سامنے آ گیا۔ نوجوان نے اس بے غیرت ملیچھ کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ وار کاری ثابت ہوا اور شاتم رسول اپنے ہی پیرو کاروں کے درمیان تڑپ تڑپ کر جہنم رسید ہو گیا۔ جن سنگھی بدحواس ہو کر اپنی لاٹھیاں، جوتیاں، تلواریں اور دوسرے ہتھیار چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس واقعے میں حصہ لینے والے چند معلومات خوش قسمت اشخاص مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حاجی محمد بخش عرف موشیدی ☆ اللہ واریہ شیدی ☆ محمد علی شیدی ☆ علی مراد شیدی ☆ لکھانوالو ☆ صدیق گودز ☆ نبی بخش عرف نبو ☆ مہر محمد عرف مہرل ☆ اللہ ڈنو شیدی ☆ رحیم بخش ابراہیم حجام ☆ عبدالخالق قریشی ☆ لالہ مجیدی پلسڑوی۔

(۱۱) غازی زاہد حسین اور گستاخ پادری سیموئیل:

سال ۱۹۶۱ء میں ایک عیسائی مبلغ پادری سیموئیل نے مغلپورہ ورکشاپ میں دوران تبلیغ آنحضور ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ زاہد حسین اور اس کے ساتھیوں نے سیموئیل کو سختی سے منع کیا کہ وہ اپنی ہرزہ سرائی بند کرے، لیکن وہ شیطان اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ جس پر زاہد حسین نے مشتعل ہو کر اس گستاخ رسول کا سر پھاڑ دیا جس کے نتیجہ میں وہ بدبخت ہلاک ہو گیا۔ زاہد حسین نے عدالت کے روبرو اعتراف قتل کر لیا جس پر اس کو اشتعال انگیزی کی بنا پر صرف جرمانہ کی سزا دی گئی۔ اس کے خلاف ہائی کورٹ میں نگرانی دائر کی گئی جو خارج ہوئی۔ اس مقدمہ کی پیروی ڈاکٹر جاوید اقبال ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ نے کی جو اس وقت پیشہ قانون سے وابستہ تھے۔ اور ان کی معاونت عزیز میاں شیر عالم نے کی تھی۔

سال ۱۹۶۴ء میں اسی غازی زاہد حسین کو جب یہ معلوم ہوا کہ لاہور کی ایک عیسائی مشنری کی مشہور دکان پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی میں ایک رسوائے زمانہ کتاب ''اثمار شیریں'' فروخت ہو رہی ہے۔ جس میں رسول کریم ﷺ کے بارے میں توہین آمیز مواد موجود ہے۔ اس پر یہ مرد غازی ایک بار پھر تڑپ اٹھا اور اپنے معتمد ساتھی الطاف حسین شاہ

کے ساتھ مل کر اس نے بائبل سوسائٹی کی اس دکان میں، جہاں یہ کتاب فروخت ہو رہی تھی، آگ لگا دی اور اس کے مینجر ہیکٹر گوہر مسیح پر الطاف حسین شاہ نے پستول سے قاتلانہ حملہ کر دیا لیکن وہ بال بال بچ گیا علاقہ مجسٹریٹ نے دونوں کو تین تین سال سزائے قید سنائی اور ایڈیشنل جج لاہور نے اس سزا کو بحال رکھا۔ اس فیصلے کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں نگرانی دائر ہوئی۔ زاہد حسین کے عزیزوں کو، جو اس مقدمے کی پیروی کر رہے تھے، خواب میں بشارت ہوئی کہ وہ میاں شیر عالم ایڈووکیٹ کو ملزمان کی جانب سے وکیل مقرر کریں چنانچہ ان کی جانب سے میاں شیر عالم اور استغاثے کی جانب سے مسٹر جرمی ریٹائرڈ پبلک پراسیکیوٹر پیش ہوئے۔ مقدمہ جب جسٹس شیخ شوکت علی کے سامنے پیش ہوا تو فاضل جج نے مسٹر جرمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''اگر چہ کہ وہ خود ایک گناہ گار مسلمان اور مذہبی رواداری کی حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، لیکن وہ اس کتاب میں پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں جو قابل اعتراض باتیں منسوب کی گئی ہیں، وہ ان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہیں، جنہیں پڑھ کر ان کا خون بھی کھول رہا ہے۔ اس لیے انہوں نے ملزم کو مزید قید میں رکھنے سے انکار کر دیا اور حکومت کو ہدایت کی کہ وہ اس کتاب کو فوری طور پر ضبط کر لے۔ یہ واقعات ''ناموس رسالت'' قانون توہین رسالت اور ''ماہنامہ مسیحائی، ناموس رسالت نمبر'' سے لیے گئے ہیں۔

(۱۲) گستاخ پادری کا انجام:

یہ ایمان فروز اور عبرت انگیز واقعہ جسے اب ۱۰۷ برس گزر گئے ہیں۔ غالباً انیسویں صدی کے آخری سال کا واقعہ ہے واقعہ کے راوی حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری قدس سرہ ہیں اور واقعہ کے ناقل حکیم اہلسنت، محسن اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

''امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران تقریر حضور پرنور

نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ادب و احترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا "پادری ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں تو بھی ہماری سچی سرکار ﷺ کا نام ادب سے لے۔"

مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو اس عالی ہمم (بلند ہمت والے) نے پھر ٹوکا۔ جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر مغز باہر آ گیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا۔ یہ عاشق صادق پکڑا گیا، موت کی سزا ہوئی، اپیل ہوئی انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔"

لمحہ فکریہ:

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا صرف حضور پاک ﷺ کا اسم مبارک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا یعنی اسمٰعیل دہلوی کی طرح "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" (نقل کفر کفر نباشد) یعنی پادری صرف "محمد صاحب" کہہ رہا تھا اور اس تکیہ والے عاشق صادق کو یہ بات بھی ناگوار گزری اور اس نے اپنے مذہب اور عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا۔

قلب عاشق میں مفتی رہتا ہے:

عاشقان سید ابرار ﷺ کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والے کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی گستاخ ان کے خنجروں سے کیونکر بچ سکتا ہے ان کا مفتی ان کا

وجدان ہوتا ہے۔ ان کا پیرومرشد ان کا جذبہ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے ''ان پڑھ'' غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائق تقلید ہوتا ہے کفار کی حکومت میں تو اسی طرح ہونا چاہیے اور ہوتا رہا، مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد گستاخ رسول کے قتل کا حکم صادر کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہوسکیں۔

(''کچھ باتیں۔ کچھ یادیں۔گستاخ رسول کی سزا قتل'' مرکزی مجلس رضا۔لاہور صفحہ ۸۔۹۔۱۰)

عیسائیوں سے توہین رسالت کا صدور:

گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کے دوران مسلمانوں اور مسیحی یورپ کے درمیان صلیبی جنگوں نے کلیسا کے کارپردازوں کے دلوں میں اسلام اور شارع اسلام ﷺ کے خلاف نفرت کے جذبات کو مزید بھڑکا دیا تھا۔اس دور میں عیسائی پادریوں کی طرف سے اسلام کے خلاف تحریر کی جانے والی کتابوں میں سرورکائنات، محسن انسانیت ﷺ کے خلاف بے حد اہانت آمیز اور گھٹیا الزام تراشی پر مبنی تحریریں ملتی ہیں۔جب دنیا پر عیسائیوں کا تسلط تھا تو اس وقت انہوں نے نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کو بری طرح مسخ کر دیا۔مثلاً انگریزی زبان میں محمد'' ﷺ کو بگاڑ کر Mohomet بنادیا۔اس سے بھی بڑھ کر ان خبیثوں نے Muhammaed تلفظ بھی کیا اور Mahound بھی تلفظ کیا۔ماہاؤنڈ مشتق ہے Me-Hound سے۔ہاؤنڈ کے معنی ہیں شکاری کتا اور می کے معنی ہیں میرا۔فخر موجودات ﷺ کی شان میں عیسائی حضرات یہ گستاخی صدیوں سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔''Mahound'' کا لفظ اب بھی انگریزی زبان کی بڑی بڑی لغات میں موجود ہے۔

مسلم اسپین کی تاریخ میں ایک جنونی پادری نے مسیحی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر مشتمل ایک گروہ تشکیل دیا تھا جنہیں تربیت دی جاتی تھی کہ وہ نماز جمعہ کے فوراً بعد قرطبہ کی جامع مسجد کے بیرونی دروازے پر کھڑے ہو کر جناب رسالت مآب ﷺ کی شان میں

گستاخانہ کلمات (معاذ اللہ) کہیں ایسے مسیحی گستاخان رسول کو جنت کی بشارت دی جاتی تھی، مسلمان شاتمان رسول کو پکڑ کر قرطبہ کے قاضی کے حوالے کر دیتے۔ قاضی کے سامنے جرم کا اعتراف کرنے والوں کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب اس بڈھے جنونی پادری کو سزائے موت ہوئی۔ مشہور یورپی مورخین سٹینلے لین پول، ڈوزی، واشنگٹن ارونگ اور پی۔ کے۔ ہٹی نے اس گروہ کو جنونی قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے۔

پروفیسر فلپ۔ کے۔ ہٹی (Hitti.Philip k) دور حاضر میں عربی زبان اور تاریخ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ وہ پرنسٹن یونیورسٹی میں اسلامی ادب کے پروفیسر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں ''اسلام اور مغرب'' کے عنوان سے امریکہ میں ان کی ایک کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب کا چوتھا باب ''اسلام مغربی لٹریچر میں'' کے نام سے ہے۔ جس میں انہوں نے اسلام، اسلامی تاریخ اور اسلامی شخصیات کے بارے میں ۲۹ اقتباسات نقل کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ''قرون اولیٰ و وسطیٰ کے مغربی لٹریچر میں پیغمبر اسلام ﷺ کو عام طور پر (نعوذ باللہ، العیاذ باللہ) جعل ساز (Impster) جھوٹے رسول کی حیثیت سے متعارف کروایا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے نزدیک (نعوذ باللہ) قرآن ایک بناوٹی کتاب اور اسلام ایک نفس پرستانہ طریق حیات ہے۔

فلپ۔ کے۔ ہٹی نے شام کے مشہور عیسائی عالم سینٹ آف دمشق (۷۴۹ء) کا ذکر کیا ہے جو بازنطینی روایات کا بانی تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں اسلام کا تعارف ایک بت پرستانہ مذہب کی حیثیت سے کیا ہے جس میں (نعوذ باللہ) ایک خود ساختہ رسول کی پرستش ہوتی ہے۔ اٹلی کے مشہور شاعر دانتے (۱۳۲۱ء) نے ''ڈیوائن کامیڈی'' میں (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بے حد اہانت آمیز طریقے سے کیا ہے۔ بازنطینیوں میں پہلا شخص جس نے حضرت محمد ﷺ کا باقاعدہ ذکر کیا اور اسلام پر گفتگو کی وہ مورخ تھوفین (-phaneTheo) تھا، جس کی موت ۸۱۸ء میں ہوئی۔ وہ بغیر کسی حوالے کے حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) مشرقی باشندوں کا حکمران اور خود ساختہ رسول

لکھتا تھا۔قرطبہ کا ایک بشت یولوگیس (Eulogius) جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا۔وہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں اپنے بغض کا اظہار بے حد توہین آمیز طریقے سے کرتا تھا۔عیسائی عالموں نے ایک مضحکہ خیز کہانی ایجاد کی کہ اسلام کے بانی ﷺ نے ایک سفید کبوتر کو تربیت دے رکھی تھی تاکہ وہ ان کے کندھے پر بیٹھا رہے اور کان کے اندر پڑے دانے کو چگنے کے لئے کان میں چونچ مارتا رہے۔اس سے وہ عیسائیوں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ کبوتر کے ذریعے روح القدس ان کو الہام کر رہا ہے۔یہ بے ہودہ افسانہ اس قدر مشہور ہوا کہ وہ انگریزی ادب میں شامل ہوگیا۔چنانچہ شیکسپیئر نے اپنے ایک کردار کے ذریعے اس کہانی کو دہرایا ہے۔الزبتھ دور (اول) کا ایک نامور مصنف فرانسس بیکن اپنے مضامین میں پیغمبر اسلام ﷺ کو سخت تضحیک اور استہزاء کا نشانہ بناتا تھا۔۱۶۷۹ء میں ایک انگلش پادری لانس لاٹ ایڈیسن نے ایک کتاب لکھی جس کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ اسلام ایک مکارانہ مذہب کا معیاری نمونہ ہے۔

فرانس کا مشہور ادیب والٹیر اپنی تمام تر روشن خیالی کے باوجود ۱۷۴۲ء میں شائع ہونے والی ''ٹریجڈی'' میں رسول عربی ﷺ کا ذکر بے حد قابل اعتراض پیرائے میں کرتا ہے۔انیسویں صدی کے معروف مستشرق ولیم میور نے حضور اکرم ﷺ کی حیات پر ''لائف آف محمد ﷺ'' کے نام سے لکھی جانے والی کتاب میں آپ ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخیاں کی ہیں۔ملکہ وکٹوریہ کے دور میں برصغیر پاک وہند میں آنے والے عیسائی مشنری اسلام اور بانی اسلام ﷺ کے خلاف نازیبا حملے کرتے تھے۔

(ماخوذ ماہنامہ میحائی ناموس رسالت نمبر)

گستاخی اور اہانت کی مستقل عالمی مہم کیوں ہے؟

سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا اعتراف ہے کہ ''امریکہ میں دین اسلام سب سے تیزی سے پھیل رہا ہے'' مائیکل۔ایچ۔ہارٹ کی کتاب جس کا اقتباس نیچے مندرج ہے، کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کو جو فخر حاصل ہوا اس سے دنیائے عیسائیت بہت مضطرب نظر

آتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی دل آزاری کا ہر ممکن سامان مغرب کے ادیبوں اور صحافیوں کے پاس موجود ہے۔

امریکی مصنف مائیکل۔ایچ۔ہارٹ H HARTMICHAEL. اپنی کتاب دی ہنڈریڈ اے رینکنگ آف دی موسٹ انفلشینل پرسنز ان ہسٹری میں لکھتا ہے۔

The hundred)100(a ranking of the most influential persons in history "my choice of muhammad to lead the list of the world s most influential persons may surpise same readers and may be questioned by others but he was the only man in history who was supermely successful on both religious and secular.

(page 33 newyork 1989)

بیسویں صدی کے وسط میں پروفیسر فلپ۔کے۔ہٹی نے بھی دنیائے عیسائیت کے خوف میں مبتلا ہونے کا تذکرہ کیا ہے کہ اسلام کے ساتھ پیش آیا۔بنیادی طور پر اس کی وجہ خوف،دشمنی اور تعصب تھا جس نے اسلام کے بارے میں مغرب کے نکتہ نظر کو متاثر کیا۔"

مسلمان کیوں اپنے آقا ﷺ سے اس قدر عشق رکھتے ہیں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی اور اہانت کا کوئی بھی کلمہ برداشت نہیں کرتے؟ آیئے...... محترم قارئین سطور ذیل میں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

عشق رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ جل شانہ عزاسمہ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمہ گیر محبوبیت سے آراستہ اور فضائل و کمالات سے پیراستہ فرمایا ہے۔آپ ﷺ کی ذات میں کثرت فضائل محبوبیت کے دلائل کی بنیاد ہیں۔تمام محاسن و فضائل اور کمالات و معجزات و کرامات

آپ ﷺ میں جمع ہیں۔ لوگ عزت واکرام کے طالب ہوتے ہیں، لیکن بارگاہ محبوب ایزدی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عزتوں، کرامتوں، اور فضیلتوں کو آپ کی ذات مطلوب ہے۔ جب ہی جمیع خلائق کے نزدیک محبوب ہیں، آپ کی محبت سے کیوں نہ دامن بھرا جائے، کہ پھر مزید دامن میں کچھ اور سماتا ہی نہیں عشق رسول کا سرمایہ ہی دونوں جہاں میں کفایت کے لیے کافی ہے۔

ہر کہ عشق مصطفی سامان اوست بحر و بر در گوشہ دامان اوست

(مفہوم) جسے آپ ﷺ کا عشق حاصل ہو گیا تھا تو اس کے دامن کے ایک گوشہ میں خشک وتر یعنی تمام بر اعظم بیکراں سمندر سما گئے۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان بھی محبت رسول ﷺ کے بغیر ممکن نہیں، محبت رسول کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی اور ذات رسول ﷺ تو عین ایمان ہے بلکہ ایمان کی جان ہے۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ
(حدائق بخشش)

جن کے دلوں میں شمع عشق رسالت فروزاں ہو، وہ قلوب نہ صرف پاکیزہ اور اجلے ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو اجالا عطا کر دیتے ہیں۔ راقم کے اس جملہ کو بغور پڑھ کر اور سمجھ کر سطور ذیل میں مندرج واقعات کا مطالعہ کیجیے۔

پہلا واقعہ:

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد یہ روایت بیان کی کہ قریش مکہ نے جب مجھے صلح حدیبیہ کے لیے اپنا سفیر ونمائندہ بنا کر بھیجا تو میں بارگاہ شاہ کونین ﷺ میں حاضر ہوا تو میں نے جماعت صحابہ کی رسول اللہ سے وارفتگی و وابستگی کو دیکھا کہ رسول اللہ کے پیروکار نہ صرف آپ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے ادب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ جب رسول اکرم، نور مجسم ﷺ وضو

فرماتے ہیں تو صحابہ کرام مستعمل آب وضو کے حصول کے لئے لپکتے اور تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ آپس میں لڑ پڑیں گے، وضو کا پانی زمین پر گرنے سے قبل ہی صحابہ کے ہاتھوں پر آ جاتا ہے جسے وہ برکت کے لیے پیتے ہیں اور منہ پر مل بھی لیتے ہیں جسے یہ چند قطرے نہیں ملتے وہ دوسرے کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو مس کر کے ہی برکت حاصل کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ جب خطاب فرماتے ہیں تو اس طرح با ادب بیٹھتے اور ہمہ تن گوش ہوتے ہیں کہ کوئی حرکت بھی نہیں کرتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، تعظیم ایسی کرتے ہیں کہ اپنے آقا کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے جب حکم ملے تو پھر تعمیل میں تعجیل کرتے ہیں۔ یہ سروے کرنے والا نمائندہ قریش واپس جا کر قریش سے کہتا ہے ''اے رؤساء قریش! میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ ان کی (محمد رسول اللہ ﷺ) مخالفت چھوڑ دو، ان کا دین پھیل کر ہی رہے گا، وہ ہر طرف چھا جائیں گے۔ اس لئے کہ میں اکثر اہل مکہ کا سفیر و نمائندہ بن کر بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمرانوں کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے قیصر و کسریٰ کے درباروں کو دیکھا ہے میں نجاشی کے یہاں بھی گیا ہوں مگر کسی بھی فرمانروا کی ایسی تعظیم نہیں دیکھی جیسی تعظیم اپنے آقا کی جماعت صحابہ کرتی ہے۔'' حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قبولیت اسلام کے لئے یہی امر باعث کشش ہوا۔ یہ غزوہ طائف میں شہید ہوئے۔ (۳۲)

دوسرا واقعہ:

ثمامہ بن اثال بن نعمان حنفی جو نجد کا سردار اور یمامہ کی زرعی زمین پر گندم اور جو کی پیداوار کا مالک و مختار تھا۔ صحابہ کرام کے ہاتھوں اثنائے راہ (سفر میں) گرفتار ہو گیا۔ یہ ثمامہ انتہائی مغرور، ظالم، اور سفاک تھا۔ مسلمانوں کو اس نے بہت نقصان پہنچایا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس قیدی کے قریب تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟ ثمامہ خود کہتے ہیں کہ میں نے نہایت نفرت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے قتل کر دو میں اس طرح قیدی نہیں رہنا چاہتا، اگر مجھے قتل کرو گے تو ٹھیک فیصلہ ہو گا کہ میں ایک

خونی اور قاتل ہوں میں نے کئی اصحاب کو قتل کیا ہے اور اگر مجھے معاف کرو گے تو میں شکر گزار رہوں گا اور تمہارے شہر میں اناج کا ڈھیر لگا دوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی یہ باتیں تحمل سے سن کر بغیر کچھ ارشاد فرمائے اپنے حجرہ مبارکہ میں لوٹ گئے۔ ثمامہ قید میں جماعت صحابہ کے انداز کو، توقیر رسول، ادب اور دیگر معمولات کو ملاحظہ کرتے رہے۔ ہر نماز کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے اور ثمامہ کا حال پوچھتے۔ ثمامہ کو باندھی ہوئی سخت موٹی موٹی رسیوں کو حضور نے ڈھیلا کروا دیا۔ ہر مرتبہ پوچھنے پر ثمامہ یہی کہتے کہ مجھے قتل کر دو یا چھوڑ دو، چھوڑ دو گے تو مال دوں گا۔ اصحاب صفہ سے حضرت ابوہریرہ کہتے تھے کہ ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے خدا کی قسم اس کے فربہ اونٹوں کا گوشت اس چھوڑ دینے کے بدلہ میں ملتا ہے تو بہتر ہے۔ دوسرے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثمامہ کی رہائی کا فیصلہ سنا دیا اور فرمایا ثمامہ! میں نے تمہیں معاف کیا۔ ثمامہ رہا ہوتے ہی مدینہ کے کسی باغ میں جا کر غسل کر کے حضور کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمد ﷺ! مجھے آپ سے اور آپ کے دین سے نفرت تھی اور کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا معلوم نہ ہوتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ کسی کا چہرہ محبوب نہیں بس آپ ہی کا حسن و جمال ہے کسی کا دین عزیز نہیں بس آپ کا دین عزیز ہے اور نہ کوئی شہر مجھے آپ کے شہر سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے رہائی کا حکم دیا میں کہاں جاؤں؟ میں تو وہ اسیر ہوں جو تمام عمر بخوشی آپ کا اسیر رہنا چاہتا ہوں۔ ثمامہ نے اسلام قبول کیا اور حضور سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے طریقہ تعلیم فرمایا یہ عمرہ کے لیے جب مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے کہا کہ ثمامہ بے دین ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول کی تصدیق کی ہے میں مسلمان ہوں میں حبیب خدا پر ایمان لے آیا ہوں پھر ثمامہ نے قسم کھا کر کہا اب یمن میں تمہیں ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک میرے آقا محمد الرسول ﷺ اس کی اجازت مجھے نہ دیں۔ یہ اپنے شہر لوٹ گئے اور غلہ مکہ جانے سے روک دیا، قریش سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے پھر انہوں نے ایک خط حضور رحمتہ للعالمین کو لکھا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا، پھر حضور نے کرم فرمایا اور ثمامہ کو حکم دیا کہ اہل مکہ کا اناج نہ روکیں۔ (۳۳)

معلوم ہوا کہ:

عشق رسول ﷺ کا دل میں اجالا ہو تو یہی اجالا دوسرے کو روشن کر سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں والہانہ محبت رسول کا چراغ روشن تھا اور اسی چراغ کی روشنی نے حضرت عروہ بن مسعود اور ثمامہ بن اثال حنفی بن نعمان (رضی اللہ عنہما) کو بھی عشق رسول کی روشنی اور ایمان کی چاشنی عطا کر دی۔

عشق رسول ﷺ...... دین کا تقاضا ہے۔

عشق رسول ﷺ...... صراط مستقیم ہے۔

عشق رسول ﷺ...... ملت اسلامیہ کے لئے عزت کا نشان ہے۔

عشق رسول ﷺ...... جسم و جان کا تقاضا ہے۔

عشق رسول ﷺ...... مسلمان کی بقاء کا ضامن ہے۔

عشق رسول ﷺ...... دنیا میں اقتدار و اختیار عطا کرتا ہے۔

عشق رسول ﷺ...... میدان جنگ میں فتح مندی عطا کرتا ہے۔

عشق رسول ﷺ...... متاع زندگی ہے۔

عشق رسول ﷺ...... حسن بندگی ہے۔

عشق رسول ﷺ...... روز محشر عزت و وقار عطا کرتا ہے۔

تلك عشرة كاملة اللہ تعالیٰ عزوجل اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کا ایک ہی معیار۔

آیت مقدسہ:

قل ان كان اٰبائكم و ابنائكم و اخوانكم وازواجكم وعشيرتكم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسكن ترضونها

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ

احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصو حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین (۳۴)

پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (۳۵)

ہر انسان کے اندر والدین، اولاد، بھائی، بہن، بیوی خاندان کے دیگر افراد، مال و متاع، زمین و جائیداد اور تجارت وغیرہ سے محبت پائی جاتی ہے، یہ محبت طبیعت کے تقاضوں کے مطابق ہوتی ہے اسی لیے اسے فطری یا طبعی محبت کہتے ہیں۔ متذکرہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے خبردار فرمایا ہے کہ تمہارے اندر ان سب چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے محبوب معظم ﷺ کی محبت پر غالب آجائے تو سمجھ لو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو خود ہی دعوت دے دی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے علیحدہ وجداو معیار ارشاد نہیں فرمائی، بلکہ ایک ہی معیار ارشاد فرمایا حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مقدسہ کے تحت لکھتے ہیں "رسول اللہ ﷺ سے محبت اس قسم کی چاہیے جس قسم کی محبت اللہ سے ہوتی ہے یعنی عظمت و اطاعت والی، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا رکن ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے کیونکہ اس پر عذاب کی وعید ہو رہی ہے۔" (۳۶)

مومن کے لئے آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت فرض ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنا یا اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہونے کا دعویٰ کرنا دونوں ہی کا انحصار نبی کریم ﷺ کی محبت و اتباع پر ہے۔

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ (صحابی رسول کا عقیدہ):

یا خاتم الانبیآء انک مرسل بالحق کل ھدی السبیل ھدٰا کا

ان اللہ بنی علیک محبتہ فی خلقہ و محمد سما کا

ترجمہ: اے خاتم الانبیاء! آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے، راہِ حق کی ہدایت آپ ﷺ ہی کی ہدایت ہے۔ اللہ نے آپ کے اوپر اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد رکھی اور آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ رکھا۔ (۳۷)

رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے محبت رکھنا، والدین و اولاد اور جان و مال سب پر مقدم ہے، محبت رسول ﷺ کے سامنے کوئی شے قیمتی نہیں، اس لئے کہ آپ سے محبت ہی سب سے قیمتی متاع ہے کہ آپ ہی وجہ تخلیق کائنات ہیں اور مرکز ایمان و اسلام ہیں۔

قارئین محترم!

سطور بالا میں پڑھی جانے والی سورہ توبہ کی آیت مقدسہ کی بہترین تفسیر تو خود حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث شریف میں بیان کی ہے۔

حدیث شریف نمبر (۱):

لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین (۳۸)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حدیث شریف نمبر (۲):

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" یہ فرمان سننے کے بعد حضرت عمر نے عرض کیا "اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، بے شک آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔" پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔" (۳۹)

حدیث شریف نمبر (۳):

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ثلث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون اللہ ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا اللہ و ان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار (۴۰)

جس میں تین خوبیاں پائی جائیں گی وہ ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوگا پہلی خوبی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر ایک سے سوا (یعنی سب سے بڑھ کر) دوسری خوبی یہ کہ صرف اللہ ہی کی خاطر کسی سے محبت کی جائے، تیسری خوبی یہ ہے کہ کفر میں لوٹنا اس طرح ناپسند کرے کہ جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

اس حدیث شریف میں تین ایمانی خصلتیں بیان ہوئی ہیں اور ان خصلتوں اور خوبیوں کو ایمان کی مٹھاس قرار دیا گیا ہے۔ اس حلاوت (مٹھاس) کی تینوں اقسام میں محبت الٰہی اور محبت رسالت مآب ﷺ کو سب پر تقدم و تفوق حاصل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور مدنی تاجدار سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں جو سرشار ہوتا ہے وہ یقیناً دوسری حلاوتیں بھی حاصل کر لیتا ہے، جو عشق رسول ﷺ کی تپش اور حدت میں مبتلا ہوتا ہے اسے آتش دوزخ بھی نہیں جلا سکتی۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے ۔۔۔ جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(اعلیٰ حضرت)

شرح حدیث:

امام حافظ ابوزکریا محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۶۷۶ھ) نے کہا یہ حدیث بہت عظیم ہے اور اصول اسلام میں سے ایک اصل ہے۔ علماء کہتے ہیں ایمان کی حلاوت

کے معنی یہ ہیں کہ جب اطاعت اور مشقت کی تکالیف اٹھاتے وقت اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی پیشِ نظر ہوگی تو لذت پیدا ہوگی۔ فوائد دنیا اور منافع پر اللہ اور رسول کی رضا وخوشنودی کو مقدم رکھے اور اللہ کی محبت یہ ہے کہ اس کا حکم مانے اور اس کی مخالفت کو ترک کرے۔ ایسا ہی رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے، قاضی عیاض مالکی (وصال ۵۴۴ھ) علیہ الرحمتہ کہتے ہیں، جو اللہ کی الوہیت نبی کریم حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رسالت ونبوت اور دین اسلام پر ایمان لایا اور راضی ہوا وہ ایمان کی لذت پا گیا۔ اسی طرح خالص اللہ کے لیے دوسرے مسلمان بھائی سے محبت اختیار کرے، جس شخص کا ایمان اور یقین پختہ ہے اور اس کے دل کو اطمینان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے وہ کبھی بھی کفر کو اختیار کرنے سے شدید نفرت کرے گا، یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس حاصل کرلی، اور اللہ کے لئے کسی سے محبت رکھنا پھل ہے اللہ کی محبت کا۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو اللہ کی مرضی کے موافق کر دے تو جو اللہ کو پسند ہو وہی اس کو پسند ہوگا اور جو اللہ کو ناپسند ہے وہ اس کو بھی ناپسند ہو اور اس امر میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت میلان اور خواہش کا جذبہ ہے، کبھی یہ میلان ان اشیاء کی طرف ہوتا ہے جو طبعی طور پر انسان کو مرغوب و پسندیدہ ہیں، جیسے خوبصورتی، خوش آوازی اور لذت وطعام اور کبھی ان اشیاء کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے، جن کا حسن ہمیں عقل سے معلوم ہوتا ہے جیسے صالحین کی محبت، علماء کی محبت اور صاحبانِ فضل وکمال کی محبت اور کبھی یہ میلان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے احسان کیا ہو اور نقصان اور مصیبت سے بچایا ہو، یہ معانی کلی طور پر نبی مکرم ﷺ کی ذات میں موجود ہیں، آپ ﷺ ظاہری حسن وجمال باطنی کمال، اور انواع فضائل کے جامع ہیں اور اسی کا صدقہ ہے کہ آپ ﷺ کا احسان تمام ملت اسلامیہ پر ہے کہ انہیں صراطِ مستقیم پر چلایا، ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا فرمائیں اور جہنم کے عذاب سے بچایا۔" (۴۱)

قارئین محترم! گزشتہ صفحات میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۵۶ھ) کی نقل

کردہ حدیث شریف بعنوان "محبت رسول" پڑھ چکے ہیں۔اسی حدیث شریف کو دیگر محدثین و مرتبین کتب احادیث نے بھی نقل کیا ہے۔امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۶۱ھ) نے اپنی مرتب کردہ "صحیح مسلم" میں بھی بہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کو "باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے تحت بیان کرتے ہیں۔اس کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۶۷۶ھ) نے خوب کلام فرمایا ہے، ملاحظہ کیجئے۔

شرح وجوب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام ابوسلیمان الخطابی (وصال) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ محبت مراد نہیں ہے جو طبعی ہوتی ہے یا غیر اختیاری ہوتی ہے بلکہ مقصود اختیاری محبت ہے تو مطلب یہ ہے کہ تم ان کی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی طلب کے لئے اپنے نفس کو ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں معروف و مشغول رکھو یہی سچی محبت ہے۔محدث ابوالحسن بن عبدالملک بن بطال رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی عیاض (وصال ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کی محبت باپ کے لئے اور شاگرد کی محبت استاد کے لیے۔دوسری محبت شفقت و رحمت کے اظہار کے لیے جیسے ماں، باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔تیسری محبت کا تعلق ہمشکل اور ہم جنس ہونے کے باعث ہے جسے تمام انسان۔پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اصناف محبت کو اپنی محبت میں جمع کیا ہے۔ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہے اسے اس بات کا یقین کامل ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اس پر اس کے باپ، بیٹے اور تمام انسانوں سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ان ہی کے صدقے وطفیل ہم نے دوزخ سے نجات اور گمراہی سے نکل کر ہدایت پائی ہے۔قاضی عیاض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ امر داخل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ (سنت) کی نصرت (اشاعت) اور اعتراضات بر شریعت کا جواب دینا اور سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی تمنا رکھنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق و قربان ہو جائے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت

ہوا کہ ایمان کی حقیقت آپ کی محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت دل میں ماں، باپ، بزرگ، محسن وغیرہ سب سے زیادہ نہ ہو بے شک جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ ہرگز مسلمان نہیں۔" (۴۲)

ہمہ گیر محبوبیت کا تقاضا:

آقائے دو جہاں مالک کون و مکاں کی قدر و منزلت اور محبوبیت و عظمت یہ ہے کہ جملہ مخلوقات از عرش تا فرش (ماورائے افق، وہ غیر مادی کائنات ہو یا تحت آسمان یہ مادی کائنات ہو) سب کچھ مصطفی جان رحمت ﷺ ہی کی وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات اور باعث ایجاد عالمین ہیں، اسی وجہ سے آپ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں آپ کے محاسن و کمالات نے تمام عالمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ مخلوق میں ہر ایک قابلیت و فضلیت کا احصاء (شمار) ممکن ہے مگر صاحب لولاک ﷺ کے فضائل و خصائل اور شمائل کا شمار کرنا ممکن ہی نہیں۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کے درجات بلند سے بلند فرما رہا ہے۔ جی ہاں! درج ذیل آیت ملاحظہ فرمایئے۔

آیت مقدسہ:

وللاخرۃ خیر لک من الاولی۔ (۴۳)

اور بے شک پچھلی (آنے والی ساعت) تمہارے لئے پہلی (گزری ہوئی ساعت) سے بہتر ہے۔ (۴۴)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام رحمہم اللہ کے چار اقوال ہیں۔

اول یہ کہ برزخی زندگی، دنیاوی زندگی سے بہتر ہے، پیارے کریم آقا ﷺ کی روح مقدسہ برزخ میں بہترین مقام ہے اور بہترین مقام حضور اکرم ﷺ کا جسم اطہر اور قبر انور ہے جو جنت ہی نہیں بلکہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے، آپ کی روح مقدسہ تمام عالم میں تصرف فرمانے کا اختیار (باذن اللہ تعالیٰ) رکھتی ہے۔

دوم یہ کہ اخروی زندگی مراد ہو تو اس کی تفاصیل میں طویل کلام ہو سکتا ہے، اخروی زندگی میں تمام نبیوں رسولوں کے حق میں آپ ﷺ کی گواہی، حوضِ کوثر سے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کے ذریعہ سیرابی، لواء الحمد (آپ ﷺ کے پرچم کے سایہ میں ایمان والوں کا جمع ہونا) وسیلہ، مقامِ محمود، شفاعتِ کبریٰ وغیرہ۔

تیسرا قول یہ کہ ہر آخری ساعت (گھڑی) آپ کے لئے پہلی گھڑی سے افضل ہے کہ ہر لمحہ ہر آن آپ ﷺ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

چوتھا قول یہ کہ آپ ﷺ کے توسل اور آپ ﷺ کے وجودِ مسعود کے باعث لوگوں کی دنیا سے بہتر ان کی آخرت ہوگی یعنی جو آپ ﷺ کو دنیا میں چھوڑ دے گا وہ آخرت میں رسوا ہوگا اور جو دنیا میں دامنِ مصطفیٰ کو تھامے رہا، آخرت میں راحتیں اور نعمتیں اسی کو حاصل ہوں گی۔ (۴۵)

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سورہ الضحیٰ کی متذکرہ آیت کی تفسیر میں خوب کلام فرماتے ہیں "آپ ﷺ پر آپ ﷺ کے رب کے لطف و کرم اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ، بہتر سے بہتر اور ارفع سے ارفع ہوگی، اس ایک جملہ سے کفار کے طعن و تشنیع اور الزام تراشیوں کا سدباب بھی ہو گیا اور اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں نوید جانفزا بھی سنا دی۔ دعوت اسلام کے ابتدائی دور کا تصور کیجئے جس میں یہ سورت نازل ہوئی، گنتی کے چند افراد نے اس دینِ حق کو قبول کیا تھا، باقی تمام اہلِ مکہ حضور ﷺ کے خون کے پیاسے تھے، انہوں نے عزمِ مصمم کر لیا تھا کہ اسلام کے چراغ کو بجھا کر رہیں گے، توحید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ لگا رہے ہیں اس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ پھینکیں گے۔ اس وقت کون یہ خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ سارا جزیرہ عرب اس کے نور سے جگمگانے لگے گا۔ اس نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزت و سروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارہ ابرو پر اپنی جانیں قربان

کرنا سعادت سمجھیں گے اور حضور کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اس کو اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (پردہ فرمانے) کے بعد امت جو فتوحات کرے گی وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئیں جسے دیکھ کر حضور بہت مسرور ہوئے، اسی وقت حضرت جبرائیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے وللاخرۃ خیر لک من الاولی یعنی ہماری نوازشات صرف فتوحات ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی ہر آنے والی شان پہلی شان سے اعلیٰ و بالا ہوگی (۴۶)

تعظیم وتوقیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ عزوجل نے حکم فرمایا ہے کہ آیت مقدسہ:

انا ارسلنٰک شاھدا و مبشرا و نذیرا. لتؤمنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ و تسبحوہ بکرۃ و اصیلاً (۴۷)

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔ (۴۸)

برادران وخواہران اسلام! آپ غور کریں، اس آیت میں اللہ رب العالمین نے اپنی تسبیح سے پہلے اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر یعنی آداب غلامانہ وخادمانہ بجالانے کا حکم دیا ہے۔

فالذین امنوا بہ و عزروہ و نصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون (۴۹)

تو وہ جو ان پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ (۵۰)

یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الاخر ط ذلک خیر واحسن تاویلاً (۵۱)

ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (۵۲)

متذکرہ آیات مقدسہ کا مفہوم اس منشائے الٰہی کا تقاضا کرتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی محبت تمہاری رگوں میں دوڑنے والے خون سے بھی زیادہ تیز محوِ گردش ہو اور گرم خون سے زیادہ تمہیں حرارت دے وہ حرارت جو ایمان کو گرمائے اور کفر و باطل کے جمود کو پاش پاش کر دے۔

کلام و شہر رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ المنورہ میں محض اس لئے سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے کہ یہ تعظیم و توقیر کے منافی ہے، محض اس لئے ننگے پیر رہتے تھے کہ چپل پہننا خلاف ادب ہے۔ شہر مقدس میں محض اس لئے بول و براز (حوائج ضروریہ) نہیں کرتے تھے کہا اس شہر کی پاکیزگی کے منافی ہے۔

درس حدیث کی مسند پر پورے آداب اور شان کے ساتھ رونق افروز ہوتے، غسل کرتے، پاکیزہ اور اجلا بے داغ لباس زیب تن کرتے، لباس اور دستار و عمامہ شریف کو معطر کرتے، مسند پر بیٹھ کر حمد الٰہی بیان کرتے اور پھر درود شریف پڑھتے اور احادیث سناتے۔

ایمان افروز واقعہ:

ایک مرتبہ دوران درس امام مالک کے چہرہ پر تکلیف کے آثار نظر آئے، چہرہ متغیر ہوا، رنگ زرد پڑ گیا۔ بے چینی کے باوجود آپ حدیث شریف کا درس دیتے رہے، جب اپنے معمول کے دورانیے کے مطابق آپ درس مکمل فرما چکے تو مسند سے نیچے تشریف لائے لوگوں نے پوچھا کہ آپ دوران درس کسی تکلیف میں مبتلا تھے تو آپ نے

اپنی قمیض اٹھائی، جس میں سے ایک بچھو نکلا، آپ نے بتایا کہ دوران درس اس نے مجھے چھ مرتبہ ڈنگ مارا، مگر میں احترام حدیث میں درس ترک نہیں کیا، میرا کیا ہے؟ زندہ رہوں یا نہیں جو ہو سو ہو۔ مگر حدیث مصطفی ﷺ کا احترام مقدم ہے۔

گستاخ کو کون معاف کرے؟

قارئین محترم! ابلاغیات (Media) کے ذرائع عالمی سطح کے مذہبی، سیاسی اور سماجی رہنماؤں کے تبصرے نشر و شائع کر رہے ہیں، ان عالمی رہنماؤں میں سے چند دانشوروں اور مدبروں نے عالم اسلام سے یہ سفارش کی ہے کہ گستاخ کارٹونسٹ و مدیران جرائد کی معذرت کے بعد ان بدترین مجرموں کو معاف کر دیا جائے۔ ایک تعجب انگیز امر یہ ہے کہ اسلامی کانفرنس (O.I.C) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوغلو نے کہا ہے کہ "توہین آمیز خاکے بنانے والے کارٹونسٹ کے خلاف بعض علماء کی طرف سے قتل کا فتویٰ درست نہیں" (روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ فروری ۲۰۰۶ء (فرنٹ پیج) صفحہ اول جلی سرخی کے تحت) اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی ان بدترین مجرموں کو معاف کرنے کا اپنا ذاتی عندیہ دے چکے ہیں۔ اس کے برعکس دوسرا تعجب خیز بیان سابق امریکی صدر بل کلنٹن کا ہے جو ۱۷ فروری ۲۰۰۶ء کو اسلام آباد میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ چکے ہیں "میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے اختلاف رکھتا ہوں، یہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہیں، پرامن احتجاج مسلمانوں کا حق ہے اور انہیں پرامن احتجاج پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے تاہم یہ تشدد اور توڑ پھوڑ کا وقت نہیں بلکہ یہ دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے اور اس مسئلہ پر اکٹھے کھڑے ہونے کا وقت ہے، مذہبی عقائد کا ہر قیمت پر احترام کیا جانا چاہیے اور کسی بھی میڈیا کو لوگوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ امریکہ میں لوگوں نے ان خاکوں کی اشاعت کی مذمت کی ہے اور انہیں اس پر گہری تشویش ہے وہ لوگ اسلام کی عزت کرتے ہیں، امریکہ میں "اسلام" تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ جن ممالک میں ان خاکوں کو شائع

کیا گیا ہے ان ممالک ہی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان خاکوں کو شائع کرنے والوں کو سزا دیں۔"

(نمائندہ جنگ، اے پی پی۔روزنامہ "جنگ" کراچی ہفتہ ۱۸ فروری ۲۰۰۶ء زیر لوح، جلی سرخی)

بعض عالمی مبصرین کا معافی کے لئے سفارش کرنے کا عمل بھی نا قابل معافی ہے۔اس ضمن میں راقم اپنے قارئین کی توجہ کے لئے فقہا ملت کے مرتب کردہ اصول کی روشنی میں یہ پیراگراف سپرد قلم کر رہا ہے۔فرض کریں کہ ناموس رسالت مآب ﷺ کی پاسبانی کے قوانین وضابطوں اور اخلاقی حقوق وانسانی کی اعلیٰ ترین قدروں کے تسلیم کر لیے جانے کے بعد اور فرض کریں کہ اس کے تحت توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف عدالتی کارروائی جب اس موڑ پر آ جائے کہ مرتکبین جرم کے اعتراف کے بعد معذرت کے خواستگار ہوں، تو اسلامی عدالت کیا کرے؟

وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد کے جسٹس ڈاکٹر فدا محمد خان لکھتے ہیں "حضور اکرم ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں اور امت پر آپ کی شفقت و رحمت بے مثال رہی ہے، اس لیے آپ ﷺ کو اختیار حاصل تھا کہ اپنے دور میں، جو اسلام کے آغاز اور ارتقاء کا دور تھا، اس سلسلے میں سختی و نرمی اور عفو و درگزر کی ایسی مثالیں قائم فرمائیں جو اس وقت کے حالات سے مناسبت رکھتی ہوں لیکن امت مسلمہ کے کسی فرد کا یہ حق کبھی تسلیم نہیں کیا گیا کہ وہ اس ضمن میں خود اس قسم کی حرکتوں پر معافی نامہ جاری کر سکے۔امت کا مفاد ابھی اس کا متقاضی ہے کہ اس عظیم ترین مرکزی شخصیت ﷺ کے حقوق اور مفادات کا دفاع کرے تا کہ معاشرہ میں امن و امان برقرار رہے اور افراد کی اصلاح کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس مثالی شخصیت ﷺ کے ساتھ عقیدت ومحبت میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہو۔عشق رسول ﷺ لازمہ ایمان ہے اور ہر مسلمان کے رگ و پے میں خون کی طرح جاری وساری ہے حقیقی مسلمان کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی دریدہ دہن شان رسالت مآب ﷺ میں کسی گستاخی کا مرتکب ہو۔تاریخ شاہد ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان نے بھی اپنے خونی رشتہ داروں کے ضمن میں چشم پوشی یا عفو و درگزر سے تو کام لیا ہوگا مگر ختم المرتبت، رسالت

مآب ﷺ کی شان اقدس میں کبھی بھی رو رعایت کا روادار نہیں۔"

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۰)

غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ اپنی تحریر میں بعض منافقین کی گستاخی و دریدہ دہنی پر آقائے کائنات ﷺ کا حداً قتل کی سزا نہ دینے کو اختیارات مصطفی سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ علماء وفقہاء کے نزدیک مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ "مختار کل" ہیں قبلہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

"یہاں اس شبہ کو دور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسول کی سزا حداً قتل کرنا ہے تو کئی منافقین نے حضور ﷺ کی صریح توہین کی، بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس گستاخ منافق کو قتل کر دیں، لیکن حضور ﷺ نے اجازت نہیں دی۔"

علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت نہ دینے کی وجوہات لکھنے کے بعد "گستاخ کی سزا قتل ہے" کے عنوان سے دلیل دیتے ہوئے لکھا ہے،

"منافقین کے ارتکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور سے ان کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ گستاخان شان رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دیا تھا اس حکم کی بنا پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں، لیکن امت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور کے گستاخ کو معاف کر دے۔ (گستاخ رسول کی سزا قتل، ناشر مرکزی مجلس رضا لاہور، صفحہ ۲۶، ۲۷)

گستاخ رسول کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتا:

حضور سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ خالق کائنات جل شانہ کے ایسے محبوب ہیں کہ ان ہی کی خاطر زمین و آسمان اور کل کائنات کو نہ صرف تخلیق فرمایا بلکہ بنانے

والے نے یہ اعلان بھی فرمایا ''کہ میری الوہیت، ربوبیت وخلاقیت کا اظہار محض اس لئے ہے کہ محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق مقصد ہے۔'' حدیث قدسی کا مفہوم یہ ہے کہ اظہار ربوبیت اس لئے ہوا کہ تخلیق محمدی کا ارادہ ہوا لہٰذا ربوبیت والوہیت کا اظہار بھی جلوہ محمدی ہی کے لئے ہوا ازاں بعد تخلیق کائنات وموجودات پر اللہ تعالیٰ کی شان خلاقیت وربوبیت کی صفات کو محبوب معظم ﷺ نے آشکار فرمایا۔ موجودات ومخلوقات نے آپ ﷺ کے وجود مبارک کو اپنے درمیان پا کر آپ کے ذریعے سے خالق کا پتہ حاصل کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی التفات ومرکز توجہ محمد مصطفی ﷺ محمد مصطفی ﷺ کی شان عبدیت اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لئے۔

جملہ مخلوق وموجودات کے لئے مرکز نگاہ آقائے کائنات حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ

یہ مخلوق اپنے وجود کے لئے محبوب خدا ﷺ کی مرہون منت ہے اس لئے قول وعمل اور اشارہ وکنایہ یعنی رائے کے اظہار کے ہر اعتبار سے مخلوق کو مدح وثنا کا خوگر (یعنی عادی) ہونا چاہیے۔ تو اس عمل پر اللہ تعالیٰ راضی وخوش ہوتا ہے۔ جب کہ اس کے محبوب کے لیے جو موذی ثابت ہو، اس پر رب مصطفی ذوالجلال اور منتقم (یعنی انتقام لینے والا) ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں کبھی (اسباب عادیہ کے بغیر) خود ہی اپنے محبوب کے گستاخ کو دھرتی کا بوجھ نہیں بننے دیتا اور کبھی (اسباب عادیہ کے ساتھ) اپنا قانون اپنے محبوب ﷺ کے غلاموں میں جاری فرما کر ملت اسلامیہ کے ایمان (یعنی عشق رسول ﷺ) کا امتحان لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعدلھم عذابا مھیناً

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے جو دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(کنز الایمان)

لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینك بھم ثم لا یجاورونك فیھا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلو تقتیلا

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب، آیات ۶۱،۶۰)

اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے (یعنی افواہ) تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ (زور) دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے، جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن (یعنی چن چن) کر قتل کئے جائیں۔ (کنزالایمان)

یہ آیت مقدسہ شاتم رسول کو قتل کرنے پر قوی دلیل فراہم کرتی ہے۔

ڈنمارک کے یہودی اخبار کا ڈرامہ:

۱۹ فروری ۲۰۰۶ء بروز اتوار ڈنمارک کے اخبار "یالینڈز پوسٹین" (Jyllands-posten) کے ایڈیٹر انچیف "کاسرسٹن پوستے" کی طرف سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو لکھے گئے ایک بیان میں توہین آمیز خاکوں سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے پر معافی مانگتا ہوں ہم نے یہ خاکے دل آزاری کے لئے نہیں چھاپے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر شخص کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ ڈنمارک میں اظہار رائے کی اور مذہبی آزادی ہے۔ خاکوں کی اشاعت سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور جو کچھ بھی ہوا وہ جان بوجھ کر نہیں کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق "یالینڈز پوسٹین" کے ایڈیٹر انچیف کا یہ معافی نامہ عرب ممالک کے مختلف اخبارات میں شائع ہوا ہے جن میں "الشرق الاوسط" "الریاض" اور "الجزیرہ" شامل ہیں ان عرب اخبارات نے اس معافی نامے کو صفحہ اول پر بڑے الفاظ میں شائع کیا۔ کارسٹن پوستے نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے خاکوں کا مقصد کسی کو ٹھیس پہنچانا نہیں تھا اور نہ یہ عمل ڈنمارک کے قوانین کے خلاف تھا، تاہم اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں جس کے لئے ہم معافی

چاہتے ہیں، ہم یہ خاکے شائع کرنے پر معذرت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ڈنمارک اور ڈنمارک کے شہریوں کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں اور انہیں غلط فہمیوں کی وجہ سے ڈنمارک کی اشیاء کا بائیکاٹ کیا گیا۔

(روز نامہ جنگ کراچی، پیر ۲۰ فروری ۲۰۰۶ء صفحہ اول سرخی زیر لوح)

قارئین محترم! اخبار کے ایڈیٹر انچیف نے جس ڈرامائی انداز سے معذرت نامہ شائع کیا ہے اور خصوصیت سے اس کی اشاعت عرب اخبارات میں کروائی گئی جہاں ڈنمارک کی متعدد مصنوعات خصوصاً ڈیری مصنوعات کے حوالے سے نفع بخش مارکیٹ قائم ہے۔ اس معافی نامہ کو مسلم امہ کے اکثر رہنماؤں نے مسترد کیا ہے اور نا قابل قبول کہا ہے کیونکہ ڈنمارک کی حکومت نے محض تجارتی خسارہ سے بچنے کے لئے معافی نامہ جاری کرنے کی خاطر اخبار کے ایڈیٹر انچیف پر دباؤ ڈالا تھا۔ متذکرہ معذرت نامہ میں ایک بڑا جھوٹ بھی لکھا گیا کہ ڈنمارک کے قوانین کے مطابق ایسے کارٹون شائع کرنا منع نہیں ہے۔ اس کی تفصیل راقم اگلے پیراگراف میں درج کرے گا۔ اس سے قبل اس ڈرامہ کا ڈراپ سین دیکھئے کہ ڈرامائی معافی نامہ کی اشاعت کے چار دن بعد معافی مانگنے والے ایڈیٹر انچیف ''کارسٹن پوستے'' مضحکہ خاکے شائع کرنے کی جرات رکھنے کی بنیاد پر انعام کے حق دار قرار پائے۔ اور سخت حفاظتی پہرے میں اپنا انعام وصول کرنے کے لیے تقریب میں پہنچے۔

عالمی رہنماؤں کیلئے لمحہ فکریہ:

عالمی رہنماؤں کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ ایڈیٹر کی معافی کی حیثیت کیا ہے؟ اگر خلوص سے معافی مانگی ہے تو انعام کی وصولی کے عمل کو کس پیمانے میں تولا جائے؟ صحافتی اخلاص یا شیطانی مفاد۔

وصولی انعام کی خبر:

کوپن ہیگن (اے ایف پی) ڈنمارک میں توہین آمیز خاکے شائع کرنے والا اخبار ''یالینڈز پوسٹن'' کے لئے صحافت کے انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔ اخبار کے لیے یہ انعام

اظہار رائے کی آزادی کا دفاع کرنے اور خاکے شائع کرنے پر دیا گیا ہے۔اے ایف پی کے مطابق انعام دینے والی کمیٹی کے مطابق ’’یالینڈز پوسٹین‘‘ نے صحافت کی آزادی کے حوالے سے سب کی آنکھیں کھول دی ہیں اور اخبار کی کارکردگی نے اظہار رائے کی آزادی میں حائل رکاوٹیں منظر عام پر پیش کی ہیں۔انعام دینے والی کمیٹی اور میگزین ’’ایکسترابلادیت‘‘ کے ایڈیٹر ’’ہانس اینجیل‘‘ کی جانب سے مذکورہ وکٹر پرائز ’’یالینڈز پوسٹین‘‘ کے ایڈیٹر انچیف ’’کارسٹن پوستے‘‘ کو دیا گیا۔

’’ہانس اینجیل‘‘ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ’’یالینڈز پوسٹین‘‘ اخبار نے جو بھی کیا وہ اس کی ذمہ داری تھی اور اس کی ذمہ داری اظہار رائے کی آزادی کا بھرپور استعمال کرنا ہے۔

’’یالینڈ پوسٹین‘‘ اخبار کے ایڈیٹر انچیف انتہائی سخت حفاظتی پہرے میں انعام لینے کی تقریب میں پہنچے۔انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ موجودہ وقت میں اظہار رائے کی آزادی کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ہفتہ ۲۵ فروری ۲۰۰۶ء صفحہ ۱۶ کالم ۳)

ایڈیٹر کی کذب بیانی اور ڈنمارک کا قانون:

اخبار ’’یالینڈز پوسٹین‘‘ کے ایڈیٹر انچیف ’’کارسٹن پوستے‘‘ کے معافی چاہنے میں احساس ندامت اور شرمندگی کا رتی برابر بھی عنصر نظر نہیں آتا۔اول یہ کہ تحریری معذرت نامہ کے آخر میں بیان دہندہ یا عرض کنندہ کے طور پر کوئی دستخط ہی نہیں ہیں۔دوم یہ کہ معافی نامہ خالصتاً سیاسی مفادات کے حصول کے لیے تحریر کیا گیا۔سوم یہ کہ معافی نامہ میں بڑی ڈھٹائی سے مضحکہ خاکوں کی اشاعت کو جائز سمجھتے ہوئے اپنی نیت کا اظہار کیا ہے کہ ہماری نیت مسلمانوں کی دل آزاری نہیں تھی۔ چہارم یہ کہ معذرت نامہ میں ڈنمارک کے قوانین کا حوالہ دے کر اپنے مکروہ اقدام کو جائز قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ قطعی غلط ہے، اس ضمن میں راقم اپنے مطالعہ کا خلاصہ روزنامہ ’’نوائے

وقت" کے ادارتی صفحہ پر مورخہ ۲۰ فروری ۲۰۰۶ کو شائع ہونے والے جناب ڈاکٹر حسین احمد پراچہ کے کالم "حکمِ اذاں" میں ایک مضمون بعنوان "یورپ کا خدا" سے حاصل کردہ یہ چند سطریں آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں۔

ڈنمارک کے قانون کی دفعہ B-266 کے تحت اگر کوئی شخص ایسا بیان دیتا ہے یا ایسی تحریر شائع کرواتا ہے جس سے نسلی تعصب، جنس، رنگ یا اعتقاد کی بناء پر کسی کو نشانہ تضحیک بنایا جاتا ہے تو ایسے شخص کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ جس میں جرمانہ اور دو سال تک قید کی سزا دی جاسکے گی۔

(روزنامہ "نوائے وقت" کراچی ۲۰ فروری، ادارتی صفحہ)

قارئین محترم! اقوام یورپ تو اس قطعے پر عمل کر رہے ہیں:

ہر سفید و سیاہ کر ڈالو انتقاماً گناہ کر ڈالو
امن اپنا مقدر نہیں تو امن عالم تباہ کر ڈالو

دلی کیفیات تو بیان نہیں کی جاسکتیں، ہمارے آقا و مولیٰ سرور کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں صریحاً اور مکرراً گستاخیاں بس یہی وقت جہاد ہے۔ ناموس رسالت ﷺ پر حملہ، ایمان پر حملہ ہے۔ اور شرعاً ایمان بچانے کے لیے جہاد کرنا ہوگا۔ میدان کارزار میں مسلم امہ کی صفوں کو سجانا ہوگا۔ عالمی امن کو بچانا ہوگا یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اقوام مغرب و یورپ کو سبق سکھایا جائے اور اس کاز کے لیے عالم اسلام کے رہنماؤں کو الٹی میٹم دینا ہوگا، کارٹونسٹوں اور ایڈیٹروں کو اسلامی کانفرنس تنظیم کے حوالے کیا جائے بعض مسلم رہنماؤں کا موقف ہے کہ دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے، تمام عالم اسلام کو جنگ کی بھٹی میں جھونک دینا ناقابل فہم اور حکمت عملی کے خلاف ہے، فقیر عرض کرتا ہے کہ اگر جذباتی اقدام حکمت عملی کے خلاف ہے تو طویل المیعاد حکمت عملی سے ان شاتموں اور مجرموں کو اپنی مقررہ زندگی پوری کرنے کا موقع ملے گا جو مسلم امہ کے لیے تازیانہ اور ڈوب مرنے کا مقام ہوگا کہ گستاخ رسول زندہ رہے۔

غلامان رسول، امام حسین کے نقش قدم پر چلیں:

امام عالی مقام، جگر گوشہ بتول، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی سمجھانے والوں نے سمجھایا تھا لیکن سنت رسول ﷺ کی توہین کرنے والے گستاخ یزید کے خلاف امام حسین رضی اللہ عنہ نے پرچم حق بلند کیا۔ آج کے دانشور سمجھا رہے ہیں کہ یورپ کی طاقت اور اپنی قوت کا موازانہ کرو، ان کے وسائل اور ٹیکنالوجی کو دیکھو۔ فقیر ایسے دانشوروں سے پوچھنا چاہتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے خلاف صف آراء ہوئے تو آپ نے یزید کی افواج اور وسائل کو کس پیمانے پر تولا ہوگا؟

اے مسلمانو اپنا اپنا کام کر گزرو:

راقم عرض کرنا چاہتا ہے کہ اگر بعض غلامان مصطفی ﷺ جو کمانڈو ایکشن لے سکتے ہیں وہ ضرور خاکے بنانے اور چھاپنے والوں کو جہنم رسید کریں۔ اسلامی کانفرنس تنظیم مجرموں کو طلب کرنے کا مطالبہ کرے۔ کیا دنیا نے نہیں دیکھا؟ جب امریکہ کو یوسف رمزی اور عامل کانسی مطلوب تھے تو سپیشل طیارہ چارٹرڈ کر کے پاکستان میں غیر قانونی طور پر داخل ہو کر ہمارے شہریوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ افغانستان سے مجاہدین کو گوانتا موبے میں قید کر دیا۔ عراق کے صدر صدام حسین کو تکریت سے گرفتار کیا۔ لہٰذا عالم اسلام کے مجرموں کو ملت اسلامیہ کے حوالے کیا جائے اس لیے کہ سزا دینے کا حق مسلمانوں ہی کو حاصل ہے۔

مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ یورپی یونین کے ممالک سے تجارت نہ کریں، اقتصادی بائیکاٹ کریں، مسلمان صارفین کو چاہیے کہ ان کی مصنوعات کا استعمال بند کر دیں۔ مسلم حکومتیں سفارتی تعلقات ختم کریں۔

یہود ونصاریٰ کے ایجنٹوں سے بچیں:

یہودی ونصاریٰ نے اپنے ایجنٹ بھی ہماری صفوں میں چھوڑے ہوئے ہیں کہ جن کے اسلامی لباس میں ایک کافر بھیڑیا مستور و پوشیدہ ہے۔ ایسا ہی ایک ایجنٹ

مولوی منیر شاکر ہے جس کا تعلق سرحد (فاٹا) سے ہے۔اس بدبخت نے کہا کہ (معاذ اللہ، العیاذ باللہ) جس مسجد میں یارسول اللہ ﷺ لکھا ہو اور محافل میلاد ہوتی ہوں تو ایسی مساجد کو مسمار کر دینا چاہیے، یارسول اللہ ﷺ کہنا زنا سے بھی بدتر ہے۔ یا علی، یا غوث، یا خواجہ بہاء الدین کہنا کفر ہے۔امام حسین مظلوم نہیں ظالم تھے۔

اس بدبخت، خبیث منیر شاکر کو پاکستانی قانون توہین رسالت ۲۹۵۔اے بی اور سی کے تحت گرفتار کر کے فوری مقدمہ چلا کر سزائے موت دی جائے۔اس ملعون منیر شاکر کے محافظ دستے نے اسی کے حکم پر احتجاج کرنے والے بعض غلامان رسول (جو حضرت پیر سیف الرحمن اخوندزادہ پیرارچی شریف کے مریدین) کو فائرنگ کر کے شہید بھی کیا ہے۔

یاد رکھیے! یہود ونصاریٰ مجوس و ہندو ہمارے کھلے ہوئے دشمن ہیں ان کی کارروائی کھلی ہی ہوتی ہے تو ہم ہوشیار ہو جاتے ہیں لیکن ان کے ایجنٹ جو پونڈز اور ڈالروں پر پلتے ہیں وہ ہمارے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو تمام کھلے اور چھپے ہوئے دشمنوں کی مکاریوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے۔آمین!

حواشی ومراجع:

۱۔روزنامہ جنگ کراچی 20 فروری 2006 صفحہ 3 رپورٹ اے پی پی............ ۲۔روزنامہ جنگ کراچی 18 فروری 2006 صفحہ 3 بعنوان احوال واقعی............ ۳۔روزنامہ جنگ کراچی 24 جنوری 2006 صفحہ اول............ ۴۔روزنامہ جنگ کراچی 31 جنوری 2006 صفحہ 3............ ۵روزنامہ جنگ کراچی یکم تا 3 فروری (خبروں کا خلاصہ مؤلف نے پیش کیا)............ ۶۔روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ نوائے وقت کراچی، روزنامہ ایکسپریس کراچی، 5 فروری تا 27 فروری تیئس دن کے شماروں کا مطالعہ کا خلاصہ مؤلف نے اپنے لفظوں میں تحریر کیا۔............ ۷۔جامع المعجزات صفحہ 11............ ۸۔القرآن الکریم پارہ 1 البقرہ آیت نمبر 34۔القرآن الکریم پارہ 15 بنی اسرائیل آیات 61 تا 63............ ۹۔سیرت ابن ہشام جلد اول............ ۱۰۔القرآن الکریم پارہ 30 سورہ اللھب............ ۱۱۔الخصائص الکبریٰ امام جلال الدین السیوطی............ ۱۲۔القرآن الکریم، پارہ 28 المنافقون آیت نمبر 8............ ۱۳۔امام احمد رضا مجدد و محدث بریلوی کنزالایمان............ ۱۴۔تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 448 مطبوعہ بیروت............ ۱۵۔امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف جلد اول صفحہ 249۔امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف جلد دوم صفحہ 249۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، فتح الباری جلد 7 صفحہ 614۔امام علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کنزل العمال جلد 10

صفحہ 610 ......۱۶۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری جلد دوم، صفحہ 502-503۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف۔ملا علی قاری v شرح شفاء۔علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ، نسیم الریاض جلد 4 صفحہ 354-355 ......۱۷۔امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض جلد 4 صفحہ 360 ......۱۸۔امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض، شرح شفا، قاضی عیاض، جلد 3574 ......۱۹۔امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض، شرح شفاء، قاضی عیاض جلد 4 صفحہ 359 ......۲۰۔ایضاً ......۲۱۔امام ابوداؤد سجستانی علیہ الرحمن سنن ابوداؤد، جلد دوم صفحہ 251-252 ......۲۲۔ایضاً ......۲۳۔علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ الامم و الملوک، جلد اول۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ الخلفاء ......۲۴۔سنن ابوداؤد جلد دوم صفحہ 252۔امام ابن حزم الظاہری، المحلی، جلد 11 صفحہ 409 مطبوعہ مصر ......۲۵۔القرآن الکریم، پارہ 5 سورہ النساء آیات 60-61 ......۲۶۔امام احمد رضا مجدد محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، کنزالایمان ......۲۷۔امام علاؤ الدین خازن رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر خازن جلد اول صفحہ 461۔امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر کبیر، جلد 4 صفحہ 120۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر در منثور، جلد دوم صفحہ 320۔امام محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی، جلد 3 جز 5 صفحہ 67 ......۲۸۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفاء، جلد دوم ......۲۹۔ابن تیمیہ، الصارم المسلول ......۳۰۔قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفاء، جلد دوم ......۳۱۔قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفاء، جلد دوم ......۳۲۔اسد الغابہ ......۳۳۔اسد الغابہ ......۳۴۔پارہ 10 التوبہ آیت 24 ......۳۵۔کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ......۳۶۔تفسیر نور العرفان مطبوعہ لاہور صفحہ 303 ......۳۷۔سیرۃ ابن ہشام جلد دوم ......۳۸۔بخاری شریف جلد اول صفحہ 7 ......۳۹۔ایضاً ......۴۰۔صحیح البخاری جلد اول صفحہ 7 باب حلاوۃ الایمان صحیح مسلم شریف باب بیان خصال من اتصف بھن وجد حلاوۃ الایمان جلد اول صفحہ 49 ......۴۱۔شرح صحیح مسلم للنووی جلد اول صفحہ 49 ......۴۲۔ایضاً (حوالہ مذکورہ بالا) ......۴۳۔پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت 4 ......۴۴۔کنزالایمان ......۴۵۔تفسیر ابن کثیر للعلامۃ حافظ اسمٰعیل بن کثیر دمشقی (وصال 774ھ) جلد 4 صفحہ 675۔تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد 10، جز 20 صفحہ 64 للعلامتہ ابی عبداللہ محمد القرطبی۔تفسیر السمر قندی جلد 3 صفحہ 487 للعلامتہ ابی اللیث نصر بن محمد بن احمد السمر قندی (وصال 375ھ) تفسیر زاد المسیر جلد 8 صفحہ 281 للعلامہ ابی الفرج عبدالرحمن بن محمد الجوزی الحنبلی (وصال 597ھ) تفسیر خازن للامام علاء الدین علی بن محمد ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن شافعی (وصال 741ھ) تفسیر معالم التنزیل لامام ابی محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی (وصال 516ھ) تفسیر درمنثور جلد 6 امام جلال الدین السیوطی الشافی (وصال 911ھ) تفسیر روح المعانی جلد 30 صفحہ 386، 387 للعلامتہ ابی الفضل شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی (وصال 1270ھ) تفسیر نور العرفان حاشیہ کنزالایمان مفتی احمد یار خاں نعیمی صفحہ 64 ......۴۶۔تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم، صفحہ 587586 ......۴۷۔پارہ 26 سورۃ الفتح آیت 98 ......۴۸۔کنزالایمان ......۴۹۔پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت 157 ......۵۰۔کنزالایمان ......۵۱۔پارہ 5 النساء آیت 59 ......۵۲۔کنزالایمان